

مُسْكِنُ الْبَرَاءَةِ



**Haidery
Kutub Khana**

Rs. 225/-

كتاب
كتاب خانه

14/15, Mirza Ali Street, Imam Bada Road, Mumbai - 400 009. Off. : 5657 2934 • Resi. : 2371 1929 • Fax : 2372 9541 ATTN : HAIDERY

انتساب

وہ اک شہید کی ماں، ذاکرہ، مری جنت
ہرے قلم کی بھی آب و تاب، اُس کے لئے
علیٰ کا نام پڑھایا نماز میں جس نے
مری کتاب، ہر انتساب اُس کے لئے

نَصْرٌ هِتْ شِهِيدٌ لَا كِيدُهُ لِمَّا
بستی دائرة مُلتات
ضابطہ ○ محمد حقوق بحق شاعر محفوظ احمدی

| | |
|--------------------|----------------------|
| نَامٌ كَتَابٌ | مشکِ الہام |
| مُرْتَبٌ | محسن رضا چمڈری |
| انتخَابٌ | میر عباس حسین |
| اہتمَامٌ | شاکر حسین شاگر |
| مُشَاورَتٌ | حشمت رضا بہلوان |
| پَروْفِ رِيَدِنَگٌ | ابن صادق مزاری |
| خَطَاطٌ | محمد راشد سیال |
| تَزَئِينٌ كَارٌ | أبو میسون اللہ خیش |
| كَمْپُونِنگٌ | الكتاب گرافیکس پشاور |
| تَارِيخِ اشَاعَتٍ | جنوری 2006ء |
| مَطَبَعٌ | جویریہ پرنٹرز ملتان |
| قِيمَتٌ | 200 روپے |

تقسیم کار

| | |
|-----------------|------------------------------|
| ڪتاب نگر | حسن آرکیڈ ملتان |
| افتخار بک ڈپو | اسلام پورہ لاہور |
| محفوظ بک ایجنسی | مارٹن روڈ، کراچی |
| اسد بک ڈپو | قدم گاہ مولانا علی حیدر آباد |

آئینہ صفحات

| صفحہ | عنوان |
|------|------------------------------------|
| 7 | ذکرِ مظلوم کاراوی افتخار عارف |
| 8 | عقیدے کا شاعر ڈاکٹر عاصی کرنالی |
| 10 | مشکِ الہام ریحانِ عظیمی |
| 11 | حمد |
| 12 | بساطِ ادراک |
| 16 | نعتِ نبی صلی اللہ علیہ و آله و سلم |
| 19 | اللہ کا مہمان |
| 22 | محسنہ اسلام |
| 25 | مرتی رسول |
| 29 | حسینؑ کی ماں |
| 32 | عقلیلؑ بنی ہاشم |
| 38 | نور کا سفر |
| 44 | مظہر خدا |
| 46 | علیؑ کا اقتدار |
| 48 | مولانا اور مولوی |
| 50 | حُب دار |

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذکرِ مظلوم کاراوی

ذکرِ مظلوم کا قائم رہنا سنتِ الہیہ میں داخل ہے۔ زمانہ جس تذکرے کو روکنا چاہتا ہے، پروردگارِ عالم اسی تذکرے کو عام کرتا چلا جاتا ہے۔ لائق تعظیم و احترام ہیں وہ لوگ جو اس روایت کے تسلسل میں اپنا کردار بجھاتے جاتے ہیں۔ علماء، خطیب ذاکر، شاعر، اہلِ قلم سب اپنی منزل میں اپنی حیثیت سے ایک عظیم تہذیب عزاداری کے امانت دار اور قابلِ احترام نقیب ہیں۔ ہمارے عہد میں جن لوگوں نے ذکرِ مظلوم کی روایت کو وسعت دی ہے، شوکت رضا شوکت کا نام ان میں بہت محترم اور نمایاں ہے۔ عقیدہ اور عقیدت ہنروری کے معیاروں کو برتنی ہوئی نمود کرتی ہے اور سننے والا ان نفوسِ قدسیہ کی محبتوں میں سرشار ہو جاتا ہے جو شاعر کا موضوعِ عجیب ہے۔ شوکت لفظ کو امانت سمجھتے ہوئے زندگی کے ایک اسلوب کی طرح روایت سے مسلک رہتے ہیں اور یوں خود وہ ایک بہت بڑی روایت کا حصہ بن جاتے ہیں۔ یہ منزل اور یہ مقام بہت مشکل سے حاصل ہوتا ہے۔ اللہ کریم محمد وآلِ محمد کے دریافت سے وابستہ رہنے والوں کے درجات بلند کرے اور توفیقِ ارزانی فرمائے کہ وہ اپنی بساطِ بھراؤ کی محبت کا حق ادا کر سکیں۔ شوکت رضا شوکت کی یہ کتاب اس لیے بھی مقبول ہو گی کہ اس میں توفیق، تاثیر اور ہنر کا ایک بہت خوبصورت امتزاج نظر آتا ہے۔

افتخار عارف

جنوری 2006

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|--------------------------------------|------|----------------------|------|
| اجڑولایت | 98 | آدم سادات | 53 |
| ماہِ شعبان کے حوالے سے | 100 | صادق آلِ محمد | 57 |
| شعبانُ المَعْظَمُ | 103 | ضامِ غربیاں | 59 |
| حسین کیا ہے | 106 | امامُ الْمُتَنَظِّرُ | 63 |
| قلمِ حسین کا ہے | 109 | مکینِ حب و حدت | 66 |
| سبِ حسین سے ہے | 112 | کربلا کی سورہ کوثر | 70 |
| کمالِ تراب | 116 | ترے علیٰ اسلام | 72 |
| باقی ہے | 118 | تملیڈِ ان وفا | 74 |
| بیزید تھا، حسین ہے | 122 | حرکا دل و دماغ | 77 |
| سلطانِ کربلا کا حملہ | 126 | پھر | 81 |
| یوسفِ آلِ محمد | 132 | کعبہ و کربلا | 87 |
| ہارونِ کربلا | 137 | عزاداری | 92 |
| رَبِّ الْعَبَادِ اللَّهُمَّ إِنَّمَا | 142 | قلندر نامہ | 96 |

یاد کرتے ہیں اُن کا ذکر سعید بحدِ توفیق ادا ہو سکے۔ ویسے تو اس قبیلہ نور کا ہر فرد اپنی جگہ جامع الصفات ہے اور لا انتہا م Hammond و محسن کا پیکر ہے۔ لیکن ہم میں سے کون ہے کہ ان خاصانِ خدا کی کماۃ، تو صیفِ نگاری کا حق ادا کر سکے۔

شوکت پر خدا کا کرم، رسولِ خدا کی رحمت اور ان تمامِ محسنینِ انسانیت (آل رسول) کا فیض ہے کہ انہوں نے متنوع پیرایوں، دکش اسالیب اور اثر آفرینیں لہوں میں ان اذکارِ مبارک کو قلم بند کیا ہے۔ اس کے لئے کہیں انہوں نے غزل کی بیت اختیار کی ہے۔ کہیں نظم گولی کے مختلف انداز، کہیں براہ راست ذکر شروع کر دیا ہے کہیں مختلف واقعات معاملات اور احوال و کوائف کی روشن اپنا کرانے مددوح کے فضائل تحریر کئے ہیں۔ یہ سارے عمل جہاں شعری صلاحیت واستعداد کو بھر پورا نداز میں صرف کرنے کا مقاضی ہے وہیں تخلیق کار کے علم و خبر کی وسعت کا مظہر بھی ہے۔ اسکا مطالعہ کتنا پہلو دار ہے۔ اس کے سامنے تاریخ ہے، احوال شخصی ہیں، مظاہر و تجلیات سیر کا مشاہدہ ہے۔ اور ان شخصیات کے واقعات و اعمال کے تناظر میں مختلف ادوار میں عالمِ انسانیت کی اثر پذیری کا جائزہ ہے۔

ان تمام امور کو لے کر شوکت نے اس دینی شاعری کو وجود بخشنا ہے اور اپنے قارئین کیلئے ایک فیضانِ مسلسل کا دربار زکیا ہے۔

مجھے شوکت کی شاعری اچھی لگی، بہت اچھی لگی۔ بہت ہی اچھی لگی۔ آپ سب اسے ہب رسول و آل رسول کے تناظر میں پڑھئے یقیناً آپ کے ذوق کو راحت ملے گی اور آپ کے قلوب اطمینان سے شاداب ہو جائیں گے۔

ڈاکٹر عاصی کرناوالی

4 جنوری 2006ء

عقیقے کا شاعر

شوکت رضا شوکت ”سرگوشی جبریل“ کے بعد ”مشکِ الہام“ ہم تک پہنچا رہے ہیں۔ غالب کا شعر کیا بروقت یاد آیا۔

آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں

غالبَ صریر خامہ نوائے سروش ہے

شوکت کے دونوں ناموں میں سرگوشی اور الہام، غالب کے اسی اظہار صداقت کی تائید تو ٹیک ہے۔

شعر و شاعری کا ایک مبارک رخ اور ایک فیض رساں پہلو دینی شاعری ہے جس میں حمد، نعمت، سلام، منقبت اور مرثیہ وغیرہ شامل ہیں۔ جب تک توفیقِ الہی نہ چاہے ذہن و ذوق اس طرف نہیں آتے۔ اور جب تک جبریل سرگوشی نہ کرے اور الہام مشک افشاں نہ ہو، قرطاس و قلم اس سے منور اور معطر نہیں ہوتے۔ سوب سے پہلے تو شوکت کو مبارکباد کہ اُن کی تخلیقی استعداد اور خلا قانہ جو ہر ادھر مائل ہوا اور انہوں نے سعادت وہدایت کا یہ ذوقی سفر شروع کیا۔ خدا کرے وہ اس را شرف پر چلتے رہیں اور بلند آفاق اور ارفع منزلوں سے تجھی یاب ہوتے رہیں۔

مشکِ الہام سلام و منقبت کا مجموعہ ہے جس میں محمد و آل محمد کا بابرکت تذکرہ ہے۔ تمام نظموں کے خوبصورت عنوان رکھے گئے ہیں۔ شوکت نے اپنے مددوھین کی محاذ نویسی میں یہ بھر پور کوشش کی ہے کہ ہر مددوح کے فضائل اختصار نویسی کے باوجود جامعیت کے حامل ہوں۔ اور جس شخصیت کو ہم، جن نمایاں اور ممتاز خصوصیات سے

حمد

کب، کیسے، کہاں، کس کخبر، کون ہے، کیا ہے
 ادراک سے بالا، ہی تری حمد و ثناء ہے
 چودہ کو ہے یہ فخر کہ بندے ہیں وہ تیرے
 تیرا یہ شرف ہے کہ تو چودہ کا خدا ہے

مشکِ الہام

جس کے لمحے میں مشک و عنبر کی مہک اپنی پوری الہامی قوت کے ساتھ موجود رہتی ہے، جس کے پاس اپنے نام کی طرح شوکت لفظی اور قوت بیانی کا سمندر موجود ہو، دیکھنا یہ پڑتا ہے کہ یہ تمام نعمتیں کیسے اور کہاں سے ایک شخص میں مجتمع ہو گئی ہیں۔ تو سنِ فکر کو تھکا دینے والی رفتار سے دوڑا کر میں نے نتیجہ حاصل کیا کہ یہ سوائے درآلی محمدؐ کے کوئی عطا نہیں کر سکتا۔ اب مانگنے والے کاظف اور طلب کا طریقہ کیسا ہے میرے برادرِ خورد، شوکت رضا شوکت کی درآلی محمدؐ پر جاروب کشی اور کاسنے گدائی میں شفاء اور رثا کے جو پھول درِ علم سے عطا ہوئے ان کی مہک کو اگر مشکِ الہام نہ کہا جائے تو پھر اور کیا کہا جائے گا۔؟ شوکت رضا شوکت کی مثال ایسی ہے کہ ہر عالم، شاعر نہیں ہو سکتا مگر کچھ شاعر، عالم ضرور ہو سکتے ہیں۔

نشروظم کا مرقع شوکت رضا شوکت، جب ذکرِ خاندانِ بتوال کرتا ہے تو مجھے تو وہ خود فرشِ عزٰا اور مندِ ثناء پر مشکِ الہام سے معطر انسان نظر آتا ہے۔ لہذا میں اپنے بھائی سے معدتر طلب ہوں کہ دامنِ قرطاس میں گنجائش اس وقت کم ہے۔ لہذا شوکت تمہارا ہی مصرعہ میری اصل رائے ہے۔ خدا تمہیں سلامت رکھے۔

شوکت اس عنوان پر اب بھی سب کچھ کہنا باقی ہے

دعا گو
ریحانِ عظیمی
5 جنوری 2006

یہ تمبا تو ہے میں لفظِ محمدؐ لکھوں
پر مشیت کا قلمدان کہاں سے لاوں

یہ بھی دل ہے کہ کروں دل سے نائے سروزؐ
پر مگر وسعتِ قرآن کہاں سے لاوں

وہ اگر سامنے آئیں انہیں دیکھوں کیسے!
میں خداوند کے اوسان کہاں سے لاوں

خُلد میں پہنچنا چاہے جو محمدؐ کے بغیر
اس قدر بھی دلِ نادان کہاں سے لاوں

آج بھی آتی ہے توحید کے پردے سے صدا
مصطفیؐ سا کوئی مہمان کہاں سے لاوں

تیرے دل میں جو نہیں عشقِ محمدؐ کا شعور
تیری بخشش کا میں امکان کہاں سے لاوں

دل تو ہے خطبہ سرکارِ رسالتؐ بھی سنوں
فکر ہے منبرِ پالان کہاں سے لاوں

بساطِ ادراک

مدحِ سرکارؐ کا سامان کہاں سے لاوں
مصطفیؐ سا کوئی عنوان کہاں سے لاوں

نعت کہنے پہ اگر ٹھہر بھی جائے میرا دل
میں بھلا جرأتِ یزدان کہاں سے لاوں

منکرِ ذاتِ محمدؐ کو نہیں مانوں گا
میں کسی کفر پہ ایمان کہاں سے لاوں

دیکھنا چاہتا ہوں سرکار کی چوکھت کے فقیر
قبرؐ و بوذرؐ و سلمانؐ ، کہاں سے لاوں

ستاروں سے کہیں آگے کی دنیا کے مکیں ٹھہرے
تری گلیوں میں قسمت کا ستارہ ڈھونڈنے والے
میں تیری ذات کی وسعت کا اندازہ کروں کیسے؟
کنارے لگ گئے تیرا، کنارہ ڈھونڈنے والے



ترے سوا کوئی تجھ سا نہیں دیکھا
کہیں بھی اتنا بڑا مجزہ نہیں دیکھا
تری زبان کے بچ پر سدا کئے سجدے
تری قسم ہے کہ اب تک خدا نہیں دیکھا



بنے رہے جو ترے بام و در کے دیوانے
انہی کے ذکر سے اب آگھی ٹپکتی ہے
میں تیرے سارے سراپے کا حال کیا لکھوں
ترے لُعابِ دہن سے وحی ٹپکتی ہے

تیرے کہنے پہ جو عمرانؑ کا انکار کروں
پھر محمدؐ کا نماح خوان کہاں سے لاوں
جان دے دے جو محمدؐ کی حفاظت کے لئے
میرے خلق وہ مسلمان کہاں سے لاوں
شوکت حرف و سخن ہے تیری مدحت لیکن
لفظ، مولا! تیرے شایان کہاں سے لاوں

میں فرزدقؓ و حنفیؓ کے خطاب مجھے
بزورِ عشقِ محمدؐ وصول کرتا رہوں

 نبیؐ کے پیار کی اجرت نہ جانے کیا ہو مگر
مرا کرم ہے کہ جنت قبول کرتا رہوں

 مجھے تو بُضُّعَةٌ مِنْيَ سے یہ پیام ملا
رسولؐ خوش ہیں کہ مدح بتوں کرتا رہوں

 مرے رسولؐ مجھے دے سخنوری کا وہ رزق
ترے عدو کی طبیعت ملول کرتا رہوں

 یہ حشر تک میرے لفظوں کی شان ہے شوکت
بیان آپؐ کی شان نزول کرتا رہوں

نَعْتَ بَنِي عَالَى اللَّهِ أَكْبَرُ

شاعِ ذاتِ محمدؐ کو طول کرتا رہوں
میں خار خار سے لفظوں کو پھول کرتا رہوں

 ہے میری بھول کہ میں لکھ سکوں گانعتِ نبیؐ
دعا کرو کہ لحد تک یہ بھول کرتا رہوں

 مری نماز میں شامل ہے مصطفیؐ پہ درود
فرودع کے ذکر میں ذکرِ اصول کرتا رہوں

 مری بساط کی مجھ سے توقعات رکھو
خدا نہیں ہوں کہ مدح رسولؐ کرتا رہوں

آل اللہ کامہمان

جب حمد ہوئی محمود کے گھر احمد مہمان ہوا ہو گا
 سردار کا سیر کو دل چاہا جبریلؑ بھی ساتھ گیا ہو گا
 کم شور تو کر، کچھ غور تو کر، کیا وہ راہبر تجھ سا ہو گا
 تو برق لگے تو جل جائے، برآق پہ وہ بیٹھا ہو گا
 سب فرش کی راہیں فرش ہوئیں جب عرش پہ عرش سجا ہو گا
 انوار کے نوری رستے میں ہر نور کا نور بڑھا ہو گا
 آدمؑ ساری اولاد لئے، دم دم حیران کھڑا ہو گا
 دوزخ کی آگ بجھی ہو گی جنت کا باغ کھلا ہو گا
 جوتی جبریلؑ سے قد آور قدموں میں نور بسا ہو گا
 داؤڈؓ کے اطہر ہونٹوں نے طڑ کا گیت پڑھا ہو گا
 غلام کی آن بڑھی ہو گی ماحول میں جشن پاپا ہو گا
 لیسین کے نوری نغموں پہ، حوروں نے رقص کیا ہو گا



خاک پہ نور کی صورت کو علیؑ کہتے ہیں
 بے بدن ذات کی صورت کو علیؑ کہتے ہیں
 ہم سے معراج کے پردے کی کہانی تو سنو
 ہم تو اللہ کی ضرورت کو علیؑ کہتے ہیں



احسان ہیں خدیجہ کے دینِ رسول پر
 خالق کی بارگاہ میں بھی یہ محترم بنی
 کافی ہے بس یہ بات خدیجہ کی شان میں
 یہ آخری رسول کا پہلا حرم بنی



سرتاج شفاعت، نور جبیں، خود چہرہ وجہ اللہ ہو گا
 تطہیر لباس، شریف بدن، خدا میں خلق چھپا ہو گا
 اب کون کہے کس صورت میں آیت کا روپ ملا ہو گا
 جب باہر والا ایسا ہے، اندر والا کیسا ہو گا
 لاریب بلانے والے نے مہمان سے آپ کہا ہو گا
 سارے پردے تجھ سے ہونگے خود پردے میں تجھ سا ہو گا
 اُذنِ منی اک لمحہ ہے اُس لمحے میں جلوہ ہو گا
 کچھ بول ذرا، لب کھول ذرا، پھر کون وہاں بولا ہو گا
 یہ راز بھی سن، آواز بھی سن، معراج کا حسن سوا ہو گا
 وہ ساتھ بھی ہے بے ہاتھ بھی ہے، پھر کس نے ہاتھ دیا ہو گا؟
 اللہ کے ہاتھ کی انگلی میں انگشتی کو دیکھا ہو گا
 خاتم کو دیکھ کے خاتم نے کچھ کچھ پہچان لیا ہو گا
 پہچانتے ہی پھر خالق کی پہچان نے یہ سوچا ہو گا
 الْعِلْمُ کا شہر تو میں ٹھہر، کیا شہر سے باب جدا ہو گا؟
 لب پہ فی الفور صدا آئی، اب یہ دیدار سدا ہو گا
 لومولوی جی میں مان گیا، پردے میں آپ خدا ہو گا
 جب جسم زبان ظہور نہیں، پھر بولنے والا کیا ہو گا؟
 بس لاج یہ ہے معراج یہ ہے پردے میں آپ جلی ہو گا
 باہر بے عیب نبی ہو گا، اندر لا ریب علیٰ ہو گا

کبھی عرب کے گداگر غنی نہ کھلاتے
 کرم کا ہاتھ نہ ہوتا اگر خدیجہ کا
 خدا کے دین پہ دو طاقتوں کا سایہ ہے
 لہو حسین کے دادا کا، زر خدیجہ کا
 خدا کی ذات بھی خود جس کے زیر سایہ ہے
 سنو لوگایا ہوا ہے شجر خدیجہ کا
 میتیم پالنا، بے کس کو آسرا دینا
 ہمارے دین میں ہے یہ ہنر خدیجہ کا
 چلی ہے نسلِ خدیجہ، بتول کی صورت
 وجودِ مہدیٰ تک ہے سفرِ خدیجہ کا
 ہرا بھرا جو ہے اسلام کا چمن شوکت
 شجر ہیں اُس میں نبیٰ کے، شمرِ خدیجہ کا

محسنہ (سلام)

سلام اللہ علیہ

رہا خدا کے اثر پہ اثرِ خدیجہ کا
 جہاں بتول پلی ہے وہ گھرِ خدیجہ کا
 زمانے! آج تم اسلام کہہ رہے ہو جسے
 وہ در بدر تھا نہ ہوتا جو درِ خدیجہ کا
 وہ بے نیاز ہے، مالک ہے اُس کی ہستی پہ
 کسی کا قرض نہیں ہے مگر خدیجہ کا
 جو چار بیٹیاں تم نے کہیں محمدؐ کی
 حقیقتاً تمہیں رہتا ہے ڈرِ خدیجہ کا

صُرُفٌ رَسُولٌ

شہنشاہ خطابت علامہ عرفان حیدر عابدی اعلیٰ اللہ مقامہ کی برسی کے موقع پر ان کی منزل
”شعبِ ابی طالب“ میں کہے گئے چند اشعار

جب خدا خود ہو شاء خوان ابو طالب کا
کیوں قصیدہ نہ ہو قرآن ابو طالب کا
جس محمد کے مسلمان ہو تم مولانا!
وہ محمد ہے مسلمان ابو طالب کا
جس کو پالا تھا محمد کی حفاظت کے لئے
وہ علی بن گیا عمران، ابو طالب کا
گھر میں وحدت کے پناہ دی ہے بنی کوؤں نے
یہ تو خلق پہ ہے احسان ابو طالب کا

زندگی دی ہے محمد کو ابو طالب نے
یہ وہ سچ ہے جو بصد شان ابھی زندہ ہے
آج زندہ ہے اگر دینِ محمد شوکت
اس کا مطلب ہے کہ عمران ابھی زندہ ہے



چودہ معصوم پر تعظیم ہے واجب اس کی
مرتبہ کتنا ہے ذیشان ابو طالب کا!

نسلِ عمران سے مایوس ہوا ہے ہر دم
کھل کے دشمن ہے وہ شیطان، ابو طالب کا

وقت کی قید میں کیا اُسکا قصیدہ لکھوں
زندگی مانگے ہے عنوان ابو طالب کا ہے

تو ابو لہب ہے، عتبہ ہے، عتبیہ ہے تجھے؟
ذکر کرتا ہے پریشان ابو طالب کا

نام خالق کا بچا، دینِ محمد کا مگر
گھر کا گھر ہو گیا ویران، ابو طالب کا

اس شہنشاہِ خطابت کا یہ گھر ہے شوکت
جس نے بخشنا مجھے عرفان، ابو طالب کا

گھر، پسر، رزق، زمیں، مال و متاع، جاہ و حشم
باتِ اسلام کی، سامان، ابو طالب کا

نسلِ عمران ہے محمد کی محافظ اب بھی
کتنا زرخیز ہے دامان، ابو طالب کا

قتل کر دیتا محمد کو وہ، چپکے سے کبھی
اس میں کیا تھا کوئی نقصان ابو طالب کا

اُس کے محبوب کی جب اُس نے نگہبانی کی
اب وہ خالق ہے نگہبان، ابو طالب کا

اُس نے ہر نقشِ محمد کی شبیہ کھینچی ہے
پڑھ کے دیکھو ذرا دیوان، ابو طالب کا

اُس کے بیٹے کو محمد کہے گلِ ایمان
اور تو پوچھئے ہے ایمان، ابو طالب کا

حکمِ عمران کے پنا کچھ بھی نہ کرتے تھے نبی
مولوی تو بھی کہا مان، ابو طالب کا

حسین کی ماں

حریم قلب و نظر کی اذال، حسین کی ماں
 جہاں جہاں بھی رسالت، وہاں، حسین کی ماں

 کلامِ حق میں کہیں پر بھی تیرا نام نہیں
 یہ تیرے پر دے کا ہے اک دھیاں، حسین کی ماں!

 علیٰ کے لعل! ترے ذکر کا کرم ورنہ
 غریب خانہ کہاں، اور کہاں حسین کی ماں

 سُنا ہے حشر کی گرمی میں انبیاء کو بھی
 تری ردا کے تلے ہے اماں، حسین کی ماں!

اگرچہ فرش نشیں تھی فلک بھی دے دیتی
 یہ باغ کیا ہے وہ جنت تلک بھی دے دیتی
 سمجھ سکے نہ مسلمان بنت احمد کو
 سوال کرتے تو زہرا فدک بھی دے دیتی

جو وجہِ خلق تِ ذاتِ رسول ہوتی ہے
 دعا، اُسی کی دعا سے قبول ہوتی ہے
 یہ بات ہم نے سنی ہے زبانِ احمد سے
 جو اپنے باپ کی ماں ہو بتوں ہوتی ہے

علیٰ ہے جوف میں، کعبہ کی حجھت پر ہے مهدیٰ
خدا کا گھر بھی ہے تیرامکاں، حسینؑ کی ماں!

حسینؑ بتی کہا اس لئے محمدؐ نے
تو مصطفیٰؑ کے لئے بھی ہے ماں، حسینؑ کی ماں!

مرے یقین کا سارا ہنر بھی صرف ہوا
میں پاسکا نہ تمہارا گماں، حسینؑ کی ماں

ترا ہی ذکر شفاعت ہے عاصیوں کے لئے
مری نجات، تری داستان، حسینؑ کی ماں!

پدر رسولؐ، ولی زوج اور پسر معصومؐ
تمام رشتؤں کی روح رواں، حسینؑ کی ماں

تری ہی گود سے محشر تک ہے نسلِ رسولؐ
تو ایک ہو کے بھی ہے کارروائی، حسینؑ کی ماں!

زمین، آب، نمک ہے، صداق بنت نبی
جهان والوں کا سارا جہاں، حسینؑ کی ماں

خدا کی خلق میں کیا لا شریک ہے کوئی؟
جواب اس کا یہ ہو گا کہ ہاں، حسینؑ کی ماں
حباب غیب میں صدیاں گزر گئیں اب تک
امامؑ، تجوہ پر ہے گریہ کنان، حسینؑ کی ماں
معاشرے کی تپش ہار بھی گئی شوکت
مرے قلم کے لئے سائباں، حسینؑ کی ماں

بتوں جان کے تجھ کو، رسول خود بن کے
کیا علیؑ نے ترا احترام، عونؑ کی ماں !

حسینؑ توؑ نے بچایا، حسینؑ نے سب کو
تری وجہ سے ہیں بارہ امام، عونؑ کی ماں !

جہاں جہاں بھی ردا کا وقار قائم ہے
پہنچ گیا وہاں تیرا پیام، عونؑ کی ماں !

اماں ساتھ تھا اور میر کارواں توؑ تھی
سمجھ سے بالا ہے تیرا مقام، عونؑ کی ماں !

خدا رسولؐ ، ولی، انبیاء، امام، بشر
کیا ہے سب نے ہی تجھ پر سلام، عونؑ کی ماں !

سنا ہے شام کے دربار میں علیؑ بن کے
یزیدیت سے ہوئی ہمکلام، عونؑ کی ماں !

حقیلہ بنی هاشم

خدا کا دین ! تری صح و شام، عونؑ کی ماں
رکوع، بجود میں تیرا قیام، عونؑ کی ماں

تری شاء کے لئے چاہیے جلی کا قلم
مری بساط میں کب ہے یہ کام، عونؑ کی ماں !

یزید اپنی ہی لبستی میں ہو گیا گمنام
یہ تیری جیت ہے یا انقام، عونؑ کی ماں !

دلوں کے شہر پر جس کے علم کا راج ہوا
سنا ہے وہ بھی ہے تیرا غلام، عونؑ کی ماں !

پڑھتا ہے جو قرآن کو تنزیل سے پہلے
بس دھر میں وہ قاریٰ قرآن علیٰ ہے
مت پہلا مسلمان کہو، میرے علیٰ کو
پہلا نہیں، پہلے سے مسلمان علیٰ ہے



وجہ تعظیم حرم ہے کہ ولی یاد آئے
حج کا مقصد ہے کہ حاجی کو جلی یاد آئے
میں نے دیوار میں رکھی ہے نشانی، تاکہ
میرے گھر میں میرے بندوں کو علیٰ یاد آئے



زمیں سے عرش تک نور کا سفر کر کے
گیا ہے تیرے ہی گھر کا طعام، عون کی ماں!

قلم اگرچہ ہے شوکت کے ہاتھ میں لیکن
تمہارے ہاتھ میں اس کا نظام، عون کی ماں!



صدیاں گزری ہیں مگر نقشِ عیاں موجود ہے
ایسا سجدہ اور عالم میں کہاں موجود ہے
مرتفعی کے سامنے ایسا جھکا اللہ کا گھر
آج بھی کعبہ کے ماتھے پرنشاں موجود ہے



اے نورِ ازل، صاحبِ کُن، سرِ الہی
سجدے میں ترا سر کر جھکانا بھی علیٰ ہے
کعبہ میں ہے تزیل تو مسجد میں شہادت
آن بھی علیٰ ہے تیرا جانا بھی علیٰ ہے



فرش پہ اُترا ہوا عرشِ بریں کا چاند ہے
چاندر ہتا ہے جہاں پر، یہ وہیں کا چاند ہے
مجزے کے منکرو! کعبے میں آ کر دیکھ لو
تیرہ ہویں کی رات ہے اور چودھویں کا چاند ہے



تیرہ رجب ہے آج کا عنوان یا علیٰ
کیسے لکھوں، کہاں کوئی طاقت قلم میں ہے
صدیاں گزر گئیں تیری تزیل کو مگر
اب تک ترے ظہور کی خوشبو حرم میں ہے



خدائے پاک کی رحمت کا طول ہے کعبہ
عبدتوں کا بھی بابِ قبول ہے کعبہ
دلیلِ عظمتِ کعبہ میں بس یہ کافی ہے
مرے امام کی جائے نزول ہے کعبہ



بس یہ طے کر کے پھر اپنے ہی آپ سے، نور کا ایک ٹکڑا جدا کر دیا
اَوَّلُ الْعَبْدُ کا اُس کو منصب دیا، حقِ معبودیت کو ادا کر دیا
نور کیتا تھا، تہنا تھا، بے چین تھا، اُس کو تہنائی سے ماورا کر دیا
اُس گھڑی ایک نے ایک کے دو کئے اور دونوں کو ہی مصطفیٰ کر دیا
نور اُول سے یزدان کہنے لگا، میرے محبوب! تم میری عظمت ہوئے
دوسرے نور سے کبریا نے کہا، تم قیامت تک میری قدرت ہوئے

پھر اچانک ہی عظمت کے، اُس نور سے، اُس نے نوری حجابات پیدا کئے
قدرت و عظمت و عزت و کبریا اور سعادت، شفاقت، ہویدا کئے
رفعت و منزلت اور جبروت و رحموت، بیت، بُوت بھی شیدا کئے
اُن حجابات کی اصل تو ایک ہے، نام دینے کی خاطر علیحدہ کئے
بات پردے کی پردے میں کرتا ہوں میں، پردے والے کا پردے سہارا ہوئے
کیسے نمکن ہوا یہ تو جانے خدا، جب گئے تو حجابات بارہ ہوئے

نور قدرت سے، قدرت نے گُن کہہ دیا گُن سے نقشِ عظمت سجایا گیا
چاند، سورج، ستاروں کو دی روشنی، آسمان و زمیں کو بچھایا گیا
عرش، لوح و قلم بھی قلم زن ہوئے، بُدرۃِ المنشی کو بساایا گیا
انبیاء، اولیاء کو مناصب ملے، سارے عالم کا عالم بنایا گیا
حدیہ ہے دوستو، سانس کی شکل میں ہر کوئی نور قدرت کا مرزاوق ہے
جب بنا، جو بنا، جقدر بھی بنا، نور خالق ہے، ہر چیز مخلوق ہے

نور کافر

(تیرہ رجب کے حوالے سے)

آج اُس وقت کی اک کہانی سنو، جب حقائقِ حقیقت سے محروم تھے
چاند، سورج، ستارے، زمیں، آسمان، لوح، قلم، عرش، کرسی بھی معدوم تھے
ہاں یہ جنت جہنم، یہ کوثریہ حوریں، فلک اور ملک غیر معلوم تھے
نہ عبادت، نہ لذت، جزانہ سزا، نہ خطا کار تھے اور نہ معموم تھے
کچھ کہوں بھی تو کیا، کچھ نہ تھا اور وہ تھا، جانتا تھا کہ میں اپنا ہی عون ہوں
بخدا وہ خدا آپ ہی آپ تھا، خود سے خود باخبر تھا کہ میں کون ہوں

پھر کسی روز بے دل کا دل آگیا، نور ہوں میں کوئی تو مرا نور ہو
کون ہے، کیا ہے، کب سے ہے وہ، یہ ہر اک سورج کی سورج سے دور ہو
اُس کا مصدر بنوں، میرا مظہر بنے، مجھ سے معمور ہو، میرا ماماً مور ہو
میری شہرت اُسی کے ذریعے سے ہو، ایسا مذکور ہو، اتنا مشہور ہو
جب جہاں جس گھڑی جو بناتا رہوں، وہ ہر اک چیز کو میری پیچان دے
دلوں اک دوسرے کی ضرورت نہیں، میں اُسے جنم دوں وہ مجھے جان دے،

نورِ عظمت کو خالق نے دی یہ خبر، جا ذرا نورِ قدرت کا دیدار کر
تو شناس بھی ہے اور پیاسہ بھی ہے، میرا یہ کام بھی میرے دلدار کر
میرا محبوب تو، تیرا محبوب وہ، میری جانب سے الفت کا اظہار کر
اُس نے تیری نبوت کا کلمہ پڑھا، تو بھی اُس کی ولایت کا اقرار کر
نورِ عظمت چلا، نورِ قدرت بڑھا، خود خدا نے کہا واہ! کیا بات ہے
عرش والو! سنو، میرے انوار کی، فرش پر آج پہلی ملاقات ہے

نورِ قدرت سے جب نورِ عظمت ملا، تب کہا آج میرا وصی آگیا
آج سے مشکلوں پر بھی مشکل بنی، اب میں تہاں نہیں ہوں اخی آگیا
سلسلہِ ولایت مکمل ہوا، وہ ولی، میں ولی، یہ ولی آگیا
گھر سے اندکا، جھولیِ محمدؐ کی ہے اور اُس میں مقدس علیؐ آگیا
یہ ہے پاکیزگی میں ہلا شرف، رحس ہیں وہ سمجھی، ہم سے جو دور ہیں
محض سے یہ، اس سے میں، ہم سے دو اُس سے ہم، لس خدا ہمیں، علیؐ ایک ہی نور ہیں

نور، آدم کی اطہر جبیں میں گیا تو فرشتوں سے سجدہ کرایا گیا
نور جب نوح کی کشتی میں داخل ہوا تو سفینہ کنارے لگایا گیا
نور، موسیٰ سے کوہ طور پر بھی ملا، نور کے دم سے عیسیٰ اٹھایا گیا
آتشِ عشق میں جب براہیم تھا، نور سے نار کو بھی بچایا گیا
مدتوں بعد یعقوب و یوسف ملے، بخدا یہ اُسی نور کا کام تھا
جو انگوٹھی سلیمان کی اُنگلی میں تھی، اُس نگینے پر بھی نور کا نام تھا

جب ذبحِ خدا تھا چھری کے تلنے، چج یہ ہے کہ سنبھالا اُسی نور نے
بطین ماہی میں یونیس نے تسیع کی، ظلمتوں سے نکالا اُسی نور نے
لحنِ داؤڈ میں بھی یہی نور تھا، حُجَّونِ تیکیٰ کو نکالا اُسی نور نے
حضرؓ والیاں ظاہر میں زندہ جو ہیں، آج تک اُن کو پالا اُسی نور نے
نور کا عرش تھا، عرش کا نور تھا، نور کے سلسلوں میں زمیں تک گیا
نور کرتے ہوئے نصرتِ انبیاء ایک عبدِ خدا کی جبیں تک گیا

تب اُسی عبد کو بھی اُسی نور نے، اک زمانے کا سلطان بھی کر دیا
پھر وہاں سے چلا اک شرف تک گیا اُس کو کعبے کا گمراں بھی کر دیا
پھر شرف سے صدف تک ہوا منتقل، ایک بی بی کو ذیشان بھی کر دیا
نور بی بی کو لے آیا کعبے تک اور اظہارِ ایمان بھی کر دیا
نور کے نور کا ایسا جلوہ پڑا، خاص دیوار میں خاص در آگیا
نور جس سے جدا ہو کے آیا تھا نا، آج صدیوں کے بعد اُس کے گھر آگیا



نُصیری اور میں، دونوں علیؑ سے عشق کرتے ہیں
علیؑ کیا ہے؟ پتہ دونوں کو ہی واللہ نہیں لگتا
علیؑ، انسان اور یزدان کے ما بین ہی کچھ ہے
اُسے بندہ نہیں لگتا، مجھے اللہ نہیں لگتا



ولی، نورِ جلی، مقصودِ کعبہ، مرتضیؑ، مولا
عیاں اوصاف ہیں جس کے سبھی، تیرا تو بندہ ہے
تری تو صیف کا قرآن ہے یہ ایک ہی جملہ
نُصیری کا خدا ہوگا، علیؑ تیرا تو بندہ ہے



خدا سے گفتگو، فطرت پر قبضہ، موت پر قدرت
یہ سب کچھ ذہن انساں کی رسائی سے مبررا ہے
یہ مشکل مرحلے آلِ محمدؐ کے کھلونے ہیں
جسے ہم مجرہ کہتے ہیں، ان کا روزمرہ ہے



نُصیریوں نے علیؑ کو خدا کہا شوکت
جهاں میں اس سے بڑا جرم آگئی کیا ہے
وہ بس خدا کے نہیں مرتضیؑ کے جرم ہیں
انہوں نے طے تو کیا نا، مرا علیؑ کیا ہے



جسے بندے خدا سمجھیں، خدا بھی ناخدا سمجھے
اُسی کو زیب دیتا ہے زمانے میں علیؑ ہونا
علیؑ کے مجرے، بجدے اُسے منوا گئے خالق
خدا کے کام آیا ہے، علیؑ کا آدمی ہونا

عین اللہ نگاہیں ہیں تو وجہ اللہ ہے چہرہ
 اس شاہ کے ملتے ہیں خدوخال خدا سے
 ہم لائق بخشش نہیں ہم میں نہیں حیدر
 کہہ دیتے ہیں خوبندے کے اعمال خدا سے
 حد ہے کہ اُس عمران کو کافر کہا تم نے
 منسوب ہوئی جس کی حسین آل، خدا سے
 دشمن پہ مہربان، سوابی پہ کرم دست
 یہ آلِ محمد بھی ہیں بچپال خدا سے
 دل جان سے کر لے میرے مولا کی غلامی
 پھر تو بھی تعلق کی گرہ ڈال خدا سے
 یہ شوکت افہام کہاں ہے میرے بس میں
 ملتی ہے یہ الفاظ کی سُرتال خدا سے

مَظْهَرُ خَدَا

پایا ہے علیٰ نے عجبِ اقبال خدا سے
 اِجلالِ محمد سے تو اِجلالِ خدا سے
 توحید کی تلوار سے لوتتا رہا لیکن
 مانگی ہی نہیں اُس نے کبھی ڈھال خدا سے
 چاہے جسے زندہ کرے، چاہے جسے مارے
 بندہ ہے مگر اُس کے ہیں افعال، خدا سے
 حسین کے بابا نے وہ سب کام کئے ہیں
 منسوب ہوئے جتنے بھی افعال خدا سے

نہیں ہے حشر میں کافی، فقط رکوع و سجود
علیٰ کا پیار ہی پل سے گزار سکتا ہے

خُدا حُسین کی جا گیر کا محافظ ہے
وہ کربلا پہ تو کعبہ بھی وار سکتا ہے

تو کربلا کے تمدن سے آشنا ہی نہیں
حسین خون سے جنگل نکھار سکتا ہے

ڈروں بھی کیا میں، ستاروں کی چال سے شوکت
علیٰ تو ڈوبتا سورج ابھار سکتا ہے

عائی ۶ اقتدار

کوئی کہیں بھی علیٰ کو پُکار سکتا ہے
علیٰ سبھی کا مقدار سنوار سکتا ہے

کرم علیٰ کا کہ اُترا وہ جوفِ کعبہ میں
وہ اپنے گھر میں بھی کعبہ اتار سکتا ہے

یہودیوں سے یہ کہہ دو کہ دُور ہٹ جائیں
علیٰ لحد سے نکل کے بھی مار سکتا ہے

میں آدمی ہوں مجھے چھوڑ، تو خدا سے ہی پوچھ
علیٰ بغیر کوئی پل گزار سکتا ہے؟

کہا غدیر پہ خالق نے مصطفیٰ سے کہ ہم
علیٰ کے ذکر پہ نعمت تمام کرتے ہیں

شجر میں، پرداہ وحدت میں، شکمِ ماہی میں
کوئی کلام نہیں، یہ کلام کرتے ہیں

تمہیں خبر نہیں اہل عزا، محروم میں
خوشی سے غم کا بڑا اہتمام کرتے ہیں

جہان بھر سے ہے اونچا مزاج مستوں کا
علیٰ کا ذکرِ علیٰ، صبح و شام کرتے ہیں

مرے حسین سے منسوب جانور ہو اگر
حلال زادے بڑا احترام کرتے ہیں

تمہارے ہاں جو اماموں سے کام ہونہ سکیں
ہمارے ہاں وہ علیٰ کے غلام کرتے ہیں

گلی گلی میں قلندر کا تذکرہ شوکت
سلام ان پہ جو ان پر سلام کرتے ہیں

مولانا و مولانا

چچھ اس طرح یہ عبادت کو عام کرتے ہیں
بجودِ ان کی گلی میں قیام کرتے ہیں

کہا خدا نے علیٰ سے بنا کے جنت کو
اسے بھی ہم تیرے پچوں کے نام کرتے ہیں

خدا کا گھر ہے یہ دل، اس میں ہونہ بعضِ علیٰ
خدا کے گھر میں بھلا رام رام کرتے ہیں؟

خدا خدا ہے، خدائی اُسی کو زیب سی
یہ عبد ہو کے، خدا والے کام کرتے ہیں

انہیں حسین سے ہے اک حسین سی نسبت
تبھی تو سرخ سی رنگت گلاب رکھتے ہیں

لحد میں ہم کو فرشتے ولی پکاریں گے
کہ ہم ولاء ولایت ماب رکھتے ہیں

حساب ہی میں نہیں، ہو ہمیں حساب کا ڈر
دولوں میں خُپ علیٰ بے حساب رکھتے ہیں

بس ایک پردے کا پردہ ہے آپ اور ہم میں
وگرنہ آپ سے ہم کیا جواب رکھتے ہیں

فقط علیٰ ہی تو عالم میں ایک عالم ہیں
جو اک سوال کے دس دس جواب رکھتے ہیں

فرشته پیتے ہیں بزمِ عزا میں آکے اے
ہم اپنی آنکھ میں کیسی شراب رکھتے ہیں

حسین ہاتھ پے گویا ہے وہ علیٰ اصغر
یہ گھر عجیب ہے، کمن شباب رکھتے ہیں

حُبَّدار

نصابِ عشق میں ہم جو کتاب رکھتے ہیں
کتاب میں بھی علیٰ کا نصاب رکھتے ہیں

علیٰ رسول کے کاندھوں پہ ہیں تو پھر کیا ہے
کتاب پہ تو ہمیشہ کتاب رکھتے ہیں

سُنا ہے تم سے کہ عشق علیٰ گناہ ہے تو پھر
ہم اپنے پاس گناہ کا ثواب رکھتے ہیں

بلال جیسے علیٰ بادشاہ کے نوکر بھی
ہتھیلیوں میں کہیں آفتاب رکھتے ہیں

اجدِ ولادیت

عشقِ علیؑ نجات ہے، حق ہے، امنگ ہے
اللہ سے آدمی کے تعلق کا رنگ ہے
ذاکر ہوں میں، تو ذکر میں کیسی تر نگ ہے
موضوعِ گفتگو بھی علیؑ کا مانگ ہے
جس کی رگوں میں عشقِ علیؑ کا ٹھمار ہے
اس خوش نصیب فرد سے خالق کو پیار ہے

حُبٌ علیؑ کی مے کے جو مے خوار ہو گئے
وہ رحمتِ خدا کے بھی حقدار ہو گئے
عاشق اگر علیؑ کے گناہگار ہو گئے
ملکوت، مغفرت کے طلبگار ہو گئے
حکمت ملی، علیؑ کی گلی کے گدا ہوئے
 حاجت روا ہوئی تو وہ حاجت روا ہوئے

ہمارے گھر میں جو معصوم کھلواتے ہیں
وہی تو سیرتِ ابن ربان رکھتے ہیں
ہم اپنی چشمِ تمثنا میں اے امامِ زمان
کئی صدی سے تمہارا ہی خواب رکھتے ہیں
خدا کے چہرے پہ کس کی نظر ٹھہر پائے؟
تبھی تو چہرے پہ اکبرِ نقاب رکھتے ہیں
نہ دیکھ پائے تھے موسیٰ علیؑ کے جلوے کو
بلال و قنبہ و بوذر یہ تاب رکھتے ہیں؟
نہیں قبولِ ملنگوں کو صرفِ خلدِ بریں
غمِ حسین کا ہم بھی حساب رکھتے ہیں
ابو تراب پہ یہ اعتماد ہے شوکت
ہمارے ہاں تو کفن میں تراب رکھتے ہیں

حُبِّ علیٰ ولی سے ہے تو فیضیاب ، جا
تجھ سے کوئی سوال ، نہ کوئی جواب ، جا
ہو دشمنِ علیٰ کا لکیجہ کتاب ، جا
تو بے شمار کرتا رہا ، بے حساب جا
پل سے بھی تھام کر جو ترا ہاتھ جائیں گے
جس جس کا تو کہے گا تیرے ساتھ جائیں گے

سب سے کہے گا عشقِ علیٰ ہی وہ راز ہے
جس پر فقط مجھے نہیں ، خالق کو ناز ہے
ہاں آج بے نیاز سے راز و نیاز ہے
ہٹ جاؤ میرے پاس علیٰ کا جواز ہے
جنت کے در پر آئے گا لے کر یہی سند
جنت کا در کہے گا اُسے یا علیٰ مدد

جنت میں جایگا تو کریں گے ملک سلام
آئیں گے دیکھنے کو اُسے انبیاء ، امام
بارہ پلاں گے اُسے کوثر کے پانچ جام
سینے لگا کے اُس سے کرونگا میں یہ کلام
عشقِ علیٰ سے تیرا مقدر لطیف ہے
تو خوش نصیب ہے کہ تری ماں شریف ہے

کوئی مرے علیٰ سے محبت کرے اگر
عصیان کا ضرر ، نہ جہنم کا اُس کو ڈر
قبل از وصال ، خلد میں دیکھے گا اپنا گھر
مرنے سے قبل کھائے گا طوبی کے وہ ثمر

پائے گا یہ شرف بھی وہ ذاتِ جلیل سے
کوثر چیا کرے گا حسینی سبیل سے

میٹھی لگے گی موتِ علیٰ کے غلام کو
آیگا موت کا بھی فرشتہ سلام کو
خوبیو قضاۓ کی آئی جو اُس کے مسام کو
آنکھوں سے دیکھ لے گا وہ اپنے مقام کو
خلدِ برین قبر کی سوغات ہو گئی
کیا موت؟ جب علیٰ سے ملاقات ہو گئی

اٹھے گا یومِ حشر میں ایسے وہ خوش خصال
روشن جین، چشم حسین، نورِ خداو خال
عزت لباس، تاجِ کرم، حُسن بے مثال
آئے گا یوں کہ جیسے ولی کوئی باکمال
سایہ لواء کا پائے گا محشر کی دھوپ میں
بس چودھویں کا چاند ہی، بندے کے روپ میں

ماہ شعبان کے حوالے سے

فرش پر اترے ہوئے عرشِ بریں دیکھے ہیں
آج تو خلد کے باسی بھی زمیں دیکھے ہیں

قاسم و اکبر و عباس و حسین و اصرہ
حسن نے پہلی دفعہ اتنے حسین دیکھے ہیں

چرخِ رانع پر یہ عیسیٰ نے صدادی صاحب
ہم انہیں دیکھ کے کچھ اور نہیں دیکھے ہیں

آج کی رات تو خالق نے فرشتوں سے کہا
چ کہو ایسے بھی انوار کہیں دیکھے ہیں؟

◎

اسی میں عالمِ امکان کے سلطان اترے ہیں
ابوطالب کے آنکن میں سمجھی ذی شان اترے ہیں
میں شعبانُ المعظم کا تعارف اور کیا لکھوں
مہینہ ایک ہے لیکن، کئی قرآن اترے ہیں

◎

دنوں کے شہنشاہوں سے جو دن منسوب ہوتے ہیں
اُنہی ایام کو ایام کا سلطان کہتے ہیں
ملے نہ کوئی دکھ آلِ نبی کو جس مہینے میں
اُسی کولوچ ماہ و سال میں شعبان کہتے ہیں

شَعْبَانُ الْمَعْظَمُ

یوں تو ہیں سب مہینے مقدس مگر، مصطفیٰ کا مہینہ یہ شعبان ہے
 جو نبیؐ کے مہینے میں خوش نہ رہے، نہ وہ انسان ہے نہ مسلمان ہے
 اس مہینے کی عظمت ذرا دیکھئے، کتنا خوش اس مہینے پر رحمان ہے
 ماہ رمضان میں ایک شب خاص ہے، اس میں ہر شب ہی تنزیل قرآن ہے
 اس میں تاریخ کی قید کوئی نہیں دیکھنا کیا جب چاند چودہ کے ہیں
 تین ہو، چار ہو، پانچ ہو سات ہو اس مہینے میں سب چاند چودہ کے ہیں

اس مہینے میں آئی وہ بنتِ نبیؐ، جس نے سب کو شناسی علیؑ بخش دی
 اپنے خالق کی زینت کی زینت بنی، لفظِ بیعت کو شرمندگی بخش دی
 وہ صمد ذات بے جسم بے جان ہے، اس نے بے جان کو جان اسی بخش دی
 دیٰ محمدؐ کو شیرؐ نے زندگی، اس نے شیرؐ کو زندگی بخش دی
 کبریا کی شاء، وہ حق کی بقا، یہ راضیٰ توبیٰ بی کے منصب میں ہیں
 پنجتین میں بھی تھے پانچ نقطے مگر، پانچ نقطے اکیلی ہی زینبؓ میں ہیں

کیسا آئینہ ہے یہ آپ کا تلوا مولًا
 آپ کے پاؤں میں ہم اپنی جبیں دیکھے ہیں

اس حوالی سے خدا کا بھی تعلق یہ ہے
 اک انکوٹھی ہے مگر چودہ تگیں دیکھے ہیں

کس کے بس میں ہے کہ چودہ کو سمجھ پائے بھلا
 لا مکاں ذات کے اندر یہ مکیں دیکھے ہیں

کس فقیہ گھر میں ہے تو حسن کا سرور اکبرؐ!
 تیری دنیا میں تو ہم دنیا و دیں دیکھے ہیں

فرش پر کتنی حسیں ہے یہ حوالی شوکت
 عرش کے چاند نے بھی چاند یہیں دیکھے ہیں

پھر گیارہ کو ایسا حسین آ گیا، حُسن بھی جس کا دریوزہ گر بن گیا
جو زلیخا کے سرتاج کا سر بنا جس کی چوکھٹ پہ یوسف نگر بن گیا
جس کے بارے میں ختم الرسلؐ نے کہا، میرے نورِ نظر کی نظر بن گیا
جس کو خالق بھی اکبرؐ بناتا رہا، بننے بننے محمدؐ، مگر بن گیا
سارے اندازے مفرود پڑے بیکار ہیں، اُس کی اپنی طبیعت ہے جیسا لگے
جس کا بچپن، نبیؐ کی جوانی سا ہو، کیا خبر وہ جوانی میں کیسا لگے؟

چاند کی چودھویں، نور بھی چودھوال، چودھویں کے اتر نے کی شب دوستو
ایسے پردوں میں رہنے کی عادت اُسے، جیسے اب تک ہے پردے میں رب دوستو
دیکھ کر اُس نہ دیکھے کی راہ دیکھنا، کیا خبر کہ وہ آجائے کب دوستو
ہم بُلانے کے فن سے ہیں نا آشنا، یہ بھی ممکن ہے آتا ہوا ب دوستو
میرے مولّا مری عقل مجبور ہے، قلب کے پاس ہے آنکھ سے دور ہے
آہمیں آج اپنی زیارت کرا، پھر قیامت بھی آئے تو منظور ہے

تین کو پھر وہ سردار نازل ہوا، جس کے دم سے شریعت کو چین آ گیا
نور کو نور سے یہ بشارت ملی، نور کے نور کا نورِ عین آ گیا
فخر سے یوں مُحَمَّد بھی گویا ہوئے، آج سے دین پر میرا دین آ گیا
مسکرا کر مشیت سے کہنے لگے، اب نہ گھبرا اواب تو حسینؐ آ گیا
گھر کے سارے بکینوں پہ ڈالی نظر، پھر کہا سب رئیسِ عدن ہو گئے
میرے مالک بڑی مہربانی تری اس کے آنے پہ ہم پختنؐ ہو گئے

چار شعبان آمد ہے اُس شیر کی، بن کے زہرؐ کی جو آبرو آ گیا
نقش بھی، نین بھی، خال بھی عین بھی، گھر علیؐ کے علیؐ ہو بہو آ گیا
لے کے کڑا رہا تھوں پہ، تکنے لگے، کیا کوئی آئینہ رو برو آ گیا؟
پھر بالآخر پرسے یہ بولے علیؐ، پھر سے میں آ گیا ہوں کہ تو آ گیا
ایک ہی گھر میں اب دو علیؐ آ گئے، اب محبوں کے رستے جمدا ہو گئے
آج سے تو نصیری بھی مشرک ہوئے، آج سے ان کے بھی دو خدا ہو گئے

سات شعبان کو پوچھتا رخ سے، گھر میں شہرؐ کے اک پاک ذات آ گئی
فرش پہ گھر علیؐ کا کچھ ایسا سجا، عرش والوں کی کل کائنات آ گئی
سونا سونا سا گھر سونا سونا ہوا، خود جیسیں ریز ہونے حیات آ گئی
اس حسینؐ شب میں قاسمؐ کی آمد ہوئی، خلد تقسیم ہونے کی رات آ گئی
گاشن پختنؐ پہ بہار آ گئی یہ حسین بن کے حُسن چمن آ گیا
لے کے ہاتھوں پہ شیرؐ کہنے لگے، ل عمری کر بلا کا حسن آ گیا

حسین کیٹھے

حسین دین خدا کا بانی، حسین ختم الرسل کا جانی
 حسین قرآن کی کہانی، حسین کا ذکر جاودا نی
 حسین ہر دور میں جوانی، حسین کی دسترس میں پانی
 حسین نے بس، خدا کی مانی، نہ اُس کا سایہ نہ اُس کا ثانی

حسین بندوں کا بھی سہارا، حسین خاتق کا آسرا ہے
 تمہارا ادراک بے خبر ہے، تمہیں خبر کیا، حسین کیا ہے؟

حسین جیتا ہر ایک بازی، حسین کا ہر جوان غازی
 حسین ہے آج تک نمازی، حسین کو زیب بے نیازی
 حسین محشر کا ایک قاضی، حسین راضی، خدا بھی راضی
 حسین کا کام دین سازی، حسین سب انبیاء کا ماضی

حسین آدم سے قبل بھی تھا، حسین کا نام مصطفیٰ ہے
 تمہارا ادراک بے خبر ہے، تمہیں خبر کیا، حسین کیا ہے؟

◎

تین شعبان کو جبریلؐ نے اعلان کیا
 عرش والو! یہ حسین نور بکھرتے دیکھو
 تم نے قرآن کی تنزیل کے منظر دیکھے
 اب محمدؐ پر محمدؐ کو اُرتتے دیکھو

◎

◎

نانا رسولؐ، باپ ولی، ماں بتولؐ ہے
 ہمسر کوئی جہان میں تو، لا حسین کا
 انسان کو شفا نہ ملے گی حسین سے؟
 ملکوت کا علاج ہے جھولا حسین کا

حسین کی ہر ادا بھلی ہے، حسین سے ہر بلا ٹلی ہے
حسین کے گھر حیاء پلی ہے، حسین ہی سے وفا چلی ہے
حسین ہے تو جلی جلی ہے، حسین خالق کا اک ولی ہے
حسین اب تک گلی گلی ہے، حسین ہی سے علیٰ علیٰ ہے
حسین ہر مرض کی دوا ہے، حسین کا نام ہی دعا ہے
تمہارا ادراک بے خبر ہے، تمہیں خبر کیا، حسین کیا ہے؟

حسین حبدار کا بھرم ہے، حسین کا غم، نجاتِ غم ہے
حسین کے ڈم سے ڈم میں ڈم ہے، حسین والا کسی سے کم ہے؟
حسین کا لوح پر قلم ہے، حسین کا عرش پر قدم ہے
حسین ہی کا نگرام ہے، حسین کی کربلا کرم ہے
حسین کوئوں نے خاک سمجھا، حسین کی خاک میں شفاء ہے
تمہارا ادراک بے خبر ہے، تمہیں خبر کیا، حسین کیا ہے؟

حسین قدرت کی ایک قامت، حسین اسلام کی اقامت
حسین ہے شامیوں کی شامت، حسین بے جسم کی جامت
حسین کی زندگی کرامت، حسین کا تذکرہ سلامت
حسین کی ہر طرف امامت، حسین کی بات تا قیامت
حسین ہی کے وجود سے آج پوری دنیا میں لا الہ ہے
تمہارا ادراک بے خبر ہے، تمہیں خبر کیا، حسین کیا ہے؟

حسین کب کا، حسین اب کا، حسین، جب جب نہیں تھا جب کا
حسین اک واسطہ حسب کا، حسین ہی فیصلہ نسب کا
حسین مالک ہے روز و شب کا، حسین خالق ہر اک ادب کا
حسین کارب، حسین رب کا، حسین کے سب، حسین سب کا
حسین ہی کا حسین لنگر، زمانہ ہر وقت کھا رہا ہے
تمہارا ادراک بے خبر ہے، تمہیں خبر کیا، حسین کیا ہے؟

فقیر، پیر، قلندر، کسی سے پوچھ کے دیکھ
یہ دم درود میں سارا ہی دم حسین کا ہے

 اگر حسین ہے روح خدا تو پھر مانو
وجودِ حضرتِ آدم میں دم حسین کا ہے

 زمین کرب و بلا کس لئے معلیٰ ہے
سبب یہ ہے کہ لہو اس میں ضم حسین کا ہے

 ہر ایک دل میں خدا کا حرم بجا ہے مگر
خدا کے دل میں یقیناً حرم حسین کا ہے

 بس ایک اشک کا قطرہ ہے خُلد کی قیمت
یہ آنکھ میری سہی اس میں نعم حسین کا ہے

 خدا نے چاہا کہ مجھ سے حسین راضی ہو
جہاں میں صرف یہ جاہ و حشم حسین کا ہے

 خدا کے ساتھ ہے واجب حسینیت کا وجود
کہاں کسی کو خبر، کیا عدم حسین کا ہے

قلم حسین کا ہے

خوشی سے میں نے خریدا یغم حسین کا ہے
مرے ضمیر کی چھت پر علم حسین کا ہے

 کسی یزید کی مدحت میں کس طرح لکھوں
یہ ہاتھ میرا سہی پر قلم حسین کا ہے

 ہے لاشریک کے بندوں میں لاشریک حسین
خدا کے بعد خُدا سا بھرم حسین کا ہے

 کہا یہ آج کی شبِ مصطفیٰ سے خالق نے
جهان سارا ہی تیری قسم، حسین کا ہے

وہ کائنات کا خالق ہے رزق دیتا ہے
 یہ مسئلہ کبھی چشمِ فلک نہیں سوچا
 مرے حسینؑ نے اتنا دیا مجھے شوکت
 خدا سے مانگنے کا آج تک نہیں سوچا



مرے حسینؑ! مرا رزق روز دے مجھ کو
 سدا سے ہے یہ صدا، چھوڑنا نہیں چاہتا
 علیؑ کا لعل تو مانگے بغیر دیتا ہے
 میں مانگنے کا مزہ چھوڑنا نہیں چاہتا



جبیب سر سے کمر تک حسینؑ ہی کو جھکا
 اُسے خرتھی کہ سب پیچ و خم حسینؑ کا ہے
 کوئی تو مفتی و ملا کو یہ خبر کر دے
 نماز پڑھتے ہو یہ بھی، کرم حسینؑ کا ہے
 نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ و حُمس و جہاد
 دھرم یہ ہے کہ یہ سارا دھرم حسینؑ کا ہے
 علیؑ کے لعل سے شوکت میں اور کیا مانگوں
 میں جی رہا ہوں یہ احسانِ کم حسینؑ کا ہے؟

اصل دین، شریعت، کتاب حق کا بیان
یہ سب ہے وین توں لو، کہ سب حسین سے ہے

یہ دو بڑوں کے کرم کا تبادلہ سمجھو
حسین اُس سے کبھی تھا، وہاب حسین سے ہے

سوالِ بیعتِ فاسق ہوا نہ صدیوں سے
یزیدیت کو توقع ہی کب حسین سے ہے

نہ جاؤ کعبہ میں بخشش کو، کربلا میں چلو
خدا سے کام نہیں، کام جب حسین سے ہے

وہ جس کی خاک سے ہوتا ہے نوریوں کا علانج
نقط زمین پہ ایسا مطب، حسین سے ہے

ہزار بار یہ تسلیم ہے مجھے شوکت
مرے قلم میں تحریر کا ذہب حسین سے ہے

سَبْ حُسَيْن سے ہے

یہی ہے علم کہ علم و ادب حسین سے ہے
سکون یہ ہے کہ دل مضطرب حسین سے ہے

حسین نسل کی پاکیزگی کا ضامن ہے
حسب نسب سے ہے لیکن نسب حسین سے ہے

مرے حسین کا سجدہ ہے لا إله کی بقاء
تمہارے رب کی قسم ہے کہ رب حسین سے ہے

کسی کو شرِ بنائے، کسی کو خُر کر دے
کرم، حسین سے اُسکا غصب، حسین سے ہے

سوائے نام حسین اور کچھ سنوں بھی تو کیوں؟
 بنا ہوا ہے نا میرا یہ کان ، مٹی کا
 میں وصفِ خاک رہ کر بلا پڑھوں گا سدا
 زبانِ مٹی کی، میرا بیانِ مٹی کا
 کفن میں صرف لئے جا رہے ہیں خاکِ شفاء
 ہمارے دل میں ہے یہ اطمینانِ مٹی کا
 بروزِ حرث کہوں گا میں اپنے مالک سے
 مجھے بہشت میں دے دے ، مکانِ مٹی کا
 کہا یہ شام کی ملکہ نے لاشِ اکبر پر
 حسین ہو گیا میرا جوانِ مٹی کا
 رہے گی خاکِ شفاء، کربلا سے محشر تک
 بڑا طویل ہے یہ کارروانِ مٹی کا
 نماز پڑھتا ہوں میں صرف اس لئے شوکت
 مری جبیں پہ ہو واضح نشانِ مٹی کا

حکایاتِ اتاب

حسین نے وہ سجایا جہانِ مٹی کا
 یقین سے بھی ہے اونچا گمانِ مٹی کا
 بڑا عجیب ہے یہ دشتِ کربلا جس میں
 زمینِ نور کی ہے ، آسمان ، مٹی کا
 وہ جن کی خاک بھی آنکھوں کو نور دیتی ہے
 تمہیں لگے ہے وہی خاندانِ مٹی کا
 خدا کا سجدہ ہے لیکن ، ہے خاکِ کربل پہ
 حسین نے وہ بڑھایا ہے مان ، مٹی کا

محشر میں شیر جو آئے، بے آواز پکارے گا
دیکھو ہر اک چیز فنا ہے اور وجہ اللہ باقی ہے

جس کی نسل کشی کی خاطر تم نے لکنیں جنگیں کیں
آج بھی غیبت کے پردے میں اُسکا بیٹا باقی ہے

مکہ، کوفہ، شام مدینہ، گھومو دیکھو، پھر سمجھو
اربون عرب پڑے ہیں لیکن کس کا شجرہ باقی ہے؟

چودہ سور رسول میں کتنے خارث بن نعمان جلے
سب پاکیزہ سانسوں میں مَنْ كُنْتُ مَوْلَأً باقی ہے

کتنے محسن، کتنے نھرت، تم نے روز شہید کئے
کون رُکا ہے کون ڈرا ہے سب کا جذبہ باقی ہے،

شیعہ کی تاریخ مٹانا تک تو ناممکن ہے
جب تک اس قرآن کے اندر لفظ شیعہ باقی ہے

کیا فولادی جسم ہے اُسکا کیا مضبوط ارادہ ہے
سرتاپا ہے پارہ پارہ اور سرپاپا باقی ہے

باقیہ

پیاس کی ہمت ٹوٹ گئی ہے اور پیاسا باقی ہے
اب بھی ہر اک آنکھ میں اُس کے نام کا دریا باقی ہے

چودہ صدیاں بیت گئیں اک دشت میں اُسکا خون گرا
کتنے شہر اجڑ ہوئے ہیں اور وہ صحراء باقی ہے

ایک کی خاطر ایک نے ایسا ایک کیا ہے دنیا کو
لاکھوں لشکر خاک ہوئے ہیں اور وہ تھبا باقی ہے

خنجر، تیر، کمانیں، بھالے، تلواریں سب ٹوٹ گئیں
اس لمحے والے فان ہوئے اور ایک نہتا باقی ہے

نے اُن کی خاطر جو رستہ تعمیر کا

یزدیر تھا، حسینت ہے!

ذرا جو دل سے یہ کہا، بتا کہ کیا حسین ہے
صدای آئی جان لے، سدا سدا حسین ہے

یہ انبیاء، ملائکہ بنے ہیں جس کے سامنے
جو ابتداء سے قبل ہے وہ ابتداء حسین ہے

ٹوپت ہے تو مات ہے، تری کہاں بساط ہے؟
جسے نبی نہ پاسکے وہ ارتقاء حسین ہے

نجی تو نوح بھی تھے مگر، حسین کی مثال کیا
خدا کو جو بچا گیا وہ نا خدا، حسین ہے

روز ہزاروں آندھیاں آئیں اور وہ رسمہ بس ہے

سارے مانی بخش کے خاقان یہ شیر سے کہہ دے گا
تو نے جو احسان کیا تھا اُسکا قرضہ باقی ہے

شر سے ہر شامی نے پوچھا تم کہتے تھے قتل ہوا
چہرہ، جلوہ، لہجہ بلکہ یہ تو سارا باقی ہے

ناز بھرے انداز میں یہ شیر، یزید سے کہتا ہے
اب کیا میرے پاس نہیں ہے اور ترا کیا باقی ہے

دنیا والو گر سمجھو تو جیت اسی کو کہتے ہیں
سارا کنبہ قتل ہوا اور سارا کنبہ باقی ہے

میرے ہاں جو لفظ تھے میں نے کاغذ پر انڈیل دیے ہیں
شوکت اس عنوان پر اب بھی سب کچھ کہنا باقی ہے

حُسَيْنُ مِنِّي وَأَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ پڑھذرا
جسے نبی نے خود کہا ہے، مصطفیٰ حسین ہے

حسین کا کٹا ہوا بھی سرنہ تم سے جھک سکا
اگر خدا خودی سے ہے تو پھر خدا حسین ہے

حسین مٹ سکے یہ ہر یزید کی تھی آرزو
یزید مر گیا مگر جگہ جگہ حسین ہے

عجب لڑی ہے جنگ بھی، حسین نے یزید سے
بس اس سے بڑھ کے جیت کیا، یزید تھا، حسین ہے

مرا قلم بھی غرق ہے، یہ انتہائے درک ہے
جہاں بھر میں عظمتوں کی انتہاء حسین ہے

یہ شوکت سخن نہیں تو اور کیا ہے دوستو
بہت کہا مگر جسے نہ کہہ سکا، حسین ہے

وہ جس کے لوح پر نہ تھے حسین نے اُسے دیئے
خدا نے بس یہی کہا، تو کیا ہوا، حسین ہے

وہ قادر و قادر ہے اسی نے حُسْنِ خلق سے
بنائے جو حسین تھے، جو بن گیا، حسین ہے

بس اس سے بڑھ کے کیا طویل زندگی کسی کی ہو؟
جو موت کو بھی مار دے وہ حوصلہ حسین ہے

اگر کوئی حسین سا سخنی ملے تو لے کے آ
جو اپنے گھر کی خاک میں بھی دے شفاء حسین ہے

لحد اندر رات ہے، مگر حسین ساتھ ہے
جہاں کوئی نہیں وہاں بھی آسرا حسین ہے

یہ جتنے باکمال ہیں، سبھی کی سب مثال ہیں
کوئی نہیں حسین سا، حسین سا حسین ہے

بشر سے چل بیشتر تک بتا میں کتنے نام لوں
بڑے بڑے یہ کہہ گئے، بہت بڑا حسین ہے

سلطان کر بلکا حملہ

دل ہے کہ لکھوں آج میں شبیر کا حملہ
بُت خانوں پہ توحید کی تصویر کا حملہ
کفار پہ جبار کی شمشیر کا حملہ
شبیر کا حملہ ہے کہ تقدیر کا حملہ

یہ جنگ لڑی شاہ نے کچھ اتنے ہنر سے
میدان میں داد آئی ہے، عباش کے سر سے

راہوار سے مولा نے کہا دے وہ تخلیٰ
ذلذل ہو پریشان تو حیران مُحْلیٰ
بے بس ہو وہ جبریل سا افلاک مُحْلیٰ
بس ہو تیری رفتار سے وحدت کو تسلیٰ

راضی کیا اس وقت اگر تو نے فقیہ کو
چوئے گا جہاں، حشر تلک تیری شبیہ کو

فقاء کو دشتِ بقاء میں اتار دیتا ہے
یہ بے کسوں کا مقدر سنوار دیتا ہے
تلائشِ آب میں پیاس سے تو مرتبے دیکھے ہیں
حسین پیاس سے پانی کو بار دیتا ہے

سب انبیاء، رسول، چیمبر، وصی، امام
ملنے گئے خدا سے یہ عرشِ برین پر
آ دیکھ کر بلکا کے محمد کا معجزہ
شبیر نے خدا کو بلایا زمین پر

تموار پُکاری یہ قیامت کا سفر ہے
آنکھیں بھی نہیں اور مری سب پر نظر ہے
کانوں کسے، چھوٹوں کسے، مجھ کو یہ خبر ہے
ہاتھوں میں قضاء ہے میری جنگش میں قدر ہے
بس رحم کی آئے گی صدا چار طرف سے
میں دشت میں چلتی رہوں، داد آئے نجف سے

گر انپی پر آجائوں تو اک جست کے اندر
مسجدے میں گریں تیری عداوت کے یہ مندر
کیا شیر سے لڑپائیں گے یہ ذات کے بندر
ہے دشت، بچھا دوں یہاں لاشوں کا سمندر
سرکار کے صدقے میں یہ بے چارے بنے ہیں
ہم دونوں تو نازل ہوئے، یہ سارے بنے ہیں

چاہوں تو یہاں موت کا بازار سجا دوں
سو بار بنا کر تمہیں سو بار مٹا دوں
خالق سے یہ مالک نے کہا اور میں کیا دوں
آجائیں تھے آج تری جنگ دکھا دوں
معراج محمدؐ کی ہے افلک پر جانا
شبیرؐ کی معراج ہے خالق کو بُلانا

دی مریجز نور سراپا نے یہ آواز
رفقار کے انجم سے ہو گا میرا آغاز
خود موت کے بس میں نہیں پالے میری پرواز
میں بھی تیرے اعجاز سے ہوں صاحبِ اعجاز
اس راہ میں خود موت بھی دو ہاتھ چلے گی
شمیشیر سے پوچھیں، وہ مرے ساتھ چلے گی؟

لڑنے کو اگر دل ہو تو پھر کا ہے کاغم ہے؟
یہ فتح میں ہے کہ الم میں بھی علم ہے
کیا کچھ۔ آخر تیری گھٹی میں کرم ہے
ورنہ تو یہ لشکر تیرے گھوڑے سے بھی کم ہے
جو آج مرے پاؤں کی ٹھوکر سے مریں گے
وہ حشر تک میری شبیہ سے بھی ڈریں گے

شمیشیر سے مولा نے کہا چل مگر ایسے
ہو خیبر و خندق میں بھی ہاچل مگر ایسے
اس تھل میں رہے موت کی جل تھل مگر ایسے
اس دشت میں ہو خون کی دلدل مگر ایسے
تو جس پر اُتاری گئی میں اُسکا ولی ہوں
وہ صرف علیؑ تھا، میں حسینؑ اہنؑ علیؑ ہوں

کیا کیا نہ کہیں تنقیح حسینی کا اثر تھا
خود سینہ تلوار پر مُردوں کا جگر تھا
جنگل میں لڑائی تھی، جہنم میں بھی ڈر تھا
جنت کہ جگہ امن کی ہے، خوف مگر تھا
حد ہو گئی اصلاح میں گمراہ گئے بچے
کچھ ماوں کے ارحام میں سہا گئے بچے

شعلے سے اُگلنے لگیں تلوار کی آنکھیں
دوچار ہوئیں موت سے دوچار کی آنکھیں
تحیں لشکر فرار پر، کردار کی آنکھیں
آنکھیں نہ اٹھا پائی تھیں اشرار کی آنکھیں
تہائی میں تنہا نے عجب موت مچا دی
اللہ نے بھی اللہ اکبر کی صدا دی

جب خون سے شبیر نے بھر دی وہ اراضی
یاد آگیا اسلام کو شبیر کا ماضی
بے ساختہ کہنے لگا محشر کا وہ قاضی
شبیر میں راضی ہوں تو اب مجھ سے ہو راضی
جب اور جہاں تک میرا اسلام رہے گا
 وعدہ ہوا شبیر، ترا نام رہے گا

معصوم کے الفاظ ابھی رک ہی نہ پائے
میدان میں سجنے لگی توحید سرانے
جروت نے لاہوت کے خیزے بھی لگائے
ممکن نہیں شبیر بلائے، وہ نہ آئے
مرکوز ہوا فرش پر خود عرش علی بھی
پیاسے کی لڑائی کا پیاسہ تھا خدا بھی

بس تنقیحی، شور ہوا، زرد ہوئے رنگ
مقتل میں پناہ لینے لگے آہن و آہنگ
مظلوم، جری، روپ صمد، اُس پر اجل دنگ
خود جنگ نے دیکھی نہ تھی ایسی بھی کہیں جنگ
جو شام کے تھے، شام ڈھلنے ہانپر ہے تھے
گرمی تھی قیامت کی، عدو کانپ رہے تھے

دیکھی نہ کبھی چشم فلک نے یہ لڑائی
جریل نے مولا سے امام، جان کی پائی
بندوں کی کٹائی میں کہاں ہے یہ صفائی
سرکث گئے، اجسام کو آواز نہ آئی
جنگل میں محمد کا مدینہ اُتر آیا
خود موت کے ماتھے پر پسینہ اُتر آیا

یوں سُفِ آلِ محمدؐ

چہاں حُن میں ہے یہ وقارِ اکبرؑ کا
بڑے بڑوں میں بڑا ہے شمارِ اکبرؑ کا

ہزار بار کریں باتِ حُن یوسفؑ کی
تو نام لیں کہیں پھر ایک بارِ اکبرؑ کا

حسیب سے ہی بنایا، حسیب سا اُس نے
اسی سبب سے تھا اکبرؑ سے پیارِ اکبرؑ کا

ہمیں تو جو نبھی یوسفؑ سے کچھِ حسین لگا
یہ حُن پر ہے صحیح اقتدارِ اکبرؑ کا

توحید کی آواز پر مضطرب ہوئے معصوم
جنگ روک دی، کہنے لگے حاضر ہے یہ حلقوم
عباشؑ کا مولا ہوا لمحات میں مظلوم
بوئے کہ خدا حامی ہواے زینبؓ و کلثومؓ!

اسلام پر گرفظم کرے اب بھی زمانہ
پھر شامِ غریباں اسے چادر سے بچانا

اُس وقت میں اُتری کہیں مادر کی سواری
وہ پہلو شکستہ تھی بہت درد کی ماری
محزون ہوئی، اشک ہوئے آنکھ سے جاری
اٹھارہ برس کی وہ ضعیفہ یہ پُکاری

لومل گئے مٹی میں مری گود کے پالے
غازیؑ کو بُلاوہ میرے بچے کو بچا لے



بے خوف ہو رہی ہے عزاداری حسین
دل کو سکون ہے کہ علمدار ساتھ ہے
صدیوں سے ایک پل بھی یہ پنجہ نہ جھک سکا
عباس! تیرے ہاتھ پر زہرا کا ہاتھ ہے



جس جس کعل کی چھت پہ ہے عباس کا علم
اُس کو بھلا کہاں کوئی خدشہ ہے آنچ کا
ہے ذکر پنجتن، اسی پنج کے سائے میں
ان پانچ انگلیوں پر بھروسہ ہے پانچ کا



کچھ اس ادا سے کھڑا تھا وہ شیر پانی میں
جنما و جمر کی تاریخ پانی پانی تھی
شدید پیاس میں اک بوند کی طلب نہ ہوئی
فراتِ ضبط پر غازی کی حکمرانی تھی

کہا کرو نہ اسے چند بے خیالی میں
کہیں پہ حسن نہ ہو داغ دار اکبر کا
حسین نور سے چہرے پر خم، سیاہ زفیں
طواف کرتے ہیں لیل و نہار اکبر کا
مرے حسین کا پروردگار اللہ ہے
مگر حسین ہے پروردگار، اکبر کا
ہوئی شکار زلینا تو حسن یوسف کی
سنو کہ ہو گیا یوسف، شکار اکبر کا
حسین و اصغر و عباس و مسلم و قاسم
حسین کتنا ہے قرب و جوار اکبر کا

کہاں یہ شوکتِ الفاظ اور کہاں مجھ سا
قلم کی نوک میں ہے یہ نکھار اکبر کا

خدا کے گھر میں رہ کر بھی خدائی جس کو آتی ہے
وفاداروں کی اب تک راہنمائی جس کو آتی ہے
خدا معلوم اُس کے ہاتھ ہوتے تو وہ کیا کرتا
کئے ہاتھوں سے بھی مشکل کشائی جس کو آتی ہے

اک رعب ہے، اک خوف ہے، عبائی علمدار
مشکل کو بھی مشکل کے لئے اسم ملا ہے
الفاظ کی صورت میں تو موجود ”وفا“ تھی
عبائی کی صورت میں اُسے جسم ملا ہے

ڈالا حسینیت کے سمندر میں ذات کو
آئین کھلوا دیا ہر ایک بات کو
عباس! تیری جنگ کا انداز، الامان!
تشہ لبی سے مار دیا ہے فرات کو

اسلام کی عظیم کہانی پہ نقش ہے
دین خدا کی صبح سہانی پہ نقش ہے
پھر پہ نقش، ریت پہ صورت عجب نہیں
عبائی کی وفا کا تو پانی پہ نقش ہے

خود کو خودی کے حسن کا معیار کر دیا
عشق و ادب کو صاحب کردار کر دیا
غازی کے تذکرے پہ ٹھہر سی گئی وفا
عبائی نے وفا کو وفادار کر دیا

عباس میں جو "ع" ہے وہ عین عزادر
تسمیہ میں "ب" ایک ہے، عباس میں دوبار
پھر ایک الف ہے کہ جو ایمان کا اظہار
عباس میں اک "س" جو سرکار کی سالار
خالق نے اسے دین کا عکس بنایا
جب پانچ ملے حرف تو عباس بنایا

عباس میں عصمت کا، امامت کا ہنر ہے
شیر، محمد کا بدن ہے تو یہ سر ہے
جس چھت پہ علم دیکھے، وہ عباس کا گھر ہے
ہر دور میں ہر ظلم کو عباس کا ڈر ہے
اللہ کو اُس شخص کا کچھ پاس نہیں ہے
جس جسم کی جاگیر میں عباس نہیں ہے

عباس کا صدیوں سے سلامت ہے سراپا
حد ہو گئی اس شیر پہ آیا نہ بُڑھا پا
میں نے جو کبھی عقل کی میزان میں ناپا
عباس میں موجود، نصیری کا خدا پا
عباس سدا سے ہی ملنگوں کی صدا ہے
عباس کا روپہ بھی تو مشکل میں گٹھا ہے

ہزارون کر ملا

الفاظ کے مالک میرا معیار بنادے
مجھ کو میرے غازی کا وفادار بنادے
إتنا تو مجھے صاحب کردار بنادے
شیر کے غمخوار کا غمخوار بنادے
اس ذکر کی نسبت سے ہی مجھ پر یہ کرم ہو
ہاتھوں میں قلم ہو تو مرے سر پہ علم ہو

دنیا میں نبی زادی کا احسان ہے عباس
حد یہ ہے کہ اسلام کا ایمان ہے عباس
اور اپنے محمد کا نگہبان ہے عباس
حیدر کا پسر ہو کے بھی عمران ہے عباس
معصوم ہے، مخدوم ہے، مولا ہے ولی ہے
یہ فاطمہ زہرا کی دعاوں کا علی ہے

بس میں ہو کسی کے مجھے پالے کہ یہ میں ہوں
خود موت ذرا موت کوٹا لے کہ یہ میں ہوں
ہر جان کو ہیں جان کے لالے، کہ یہ میں ہوں
جریل ذرا پر کو بچا لے کہ یہ میں ہوں
کچھ بھیج نئی طاقتیں، روحوں کے قفس میں
یہ کام نہیں بس ملک الموت کے بس میں

تاریخ میں اس قوم کا کردار ہے بہرہ
دربار لگانا وہاں مقصود جو ٹھہرا
ہوتا نہ اگر حشر میں عادل کا کٹھہرا
جسموں پہ لگاتا میں وہ اموات کا پھرہ
قدرت سے بھی تم قدر میں مقدور نہ ہوتے
چاہتا تو قیامت کو بھی محشور نہ ہوتے

عباس ہے توحید کے ہمراز کا ہمراز
آغاز سے پہلے کہیں عباس کا آغاز
عباس کے پرچم میں ہے قرآن کا اعجاز
تحنی گن کے تکم میں بھی عباس کی آواز
یہ صورتِ انسان میں پیکر ہے وفا کا
عباس کا دشمن، نہ علیٰ کا، نہ خدا کا

کر یاد وہ عباس کا خیموں سے نکنا
چہرے کی تپش دیکھ کے اشرار کا جلنا
انفاس میں کڑار کی بیبیت کا مچنا
ہرشر کی اوقات کے سورج کا وہ ڈھلنا
وہ غنیض تھا عباس کی رفتار کے ڈھب میں
جس طرح اُتر آیا ہو جبار غصب میں

اندازِ جنگ

کیا کیجھے، اک بند میں پابند ہوں ورنہ
وکھلاوں میں کڑار کا خیبر میں اترنا
جس رُخ سے بھی ہو گا میرا اک بار گزرنا
جنینے سے بھلا لگنے لگے گا انہیں مرننا
وہ خوف بٹھا دوں گامیں سانسوں میں ابھی سے
کانپو گے، نہ گزرو گے علم والی گلی سے

سجاداً کہیں مرکبِ عرفانِ جلی ہے
سجاداً ازل سے ہی ولایت کا ولی ہے
سجاداً کبھی آدم اولادِ نبی ہے
سجاداً سے ہی نسل ، محمد کی چلی ہے
شیریٰ کی صورت یہ محمد کا پسر ہے
پھر اپنے زمانے کے محمد کا پدر ہے

تحا عالمِ ملکوت میں عابد کا مصلیٰ
ٹھہرا جہاں سجاداً وہاں ٹھہرا مععلیٰ
سجاداً کا اللہ سے وہ قرب ہے واللہ
واجب ہے رسولوں پہ بھی عابد کا توا
گھر گھر میں مصلیٰ کبھی آباد نہ ہوتے
دنیا میں اگر سید سجاداً نہ ہوتے

عبد کا حسین روب، عبادت کے لئے زین
سجاداً کے دولب ہیں کہ انوار کے بھریں
اللہ کی آنکھیں ہیں یہ سجاداً کے دو نین
وہ حُسن کہ اک جسم میں پائے گئے حسنیں
اس گھر میں اُرتاتا نہیں کوئی بھی کسی سا
سیرت میں نبی سا ہے تو صورت میں علیٰ سا

زَيْنُ الْعِبَادَ

الفاظ کے پیکر میں سما تا نہیں سجاداً
مسجد جہاں پر ہے یقیناً وہیں سجاداً
سجدوں نے بھی دیکھا نہیں ایسا کہیں سجاداً
سجاداً کو مت سوچنا اپنے تیس سجاداً
ہے اس کی خبر اس کے خدا کو یا نبی کو
سجاداً ، علیٰ ہے، سمجھ آتا ہے علیٰ کو

سجاداً کے سجدے کا ہے اندازِ نرالا
سجاداً کی صورت میں ہے سیرت کا حوالہ
سورج بھی ہے سجاداً کے ماتھے کا أجالا
ہر ساجد و عابد کو ہے سجاداً نے پالا
خالق نے جہاں، جب، جسے، جو رزق دیا ہے
سجاداً کے ہاتھوں سے ہی تقسیم کیا ہے

جسے بندے مصائب میں پکاریں وہ خدا ٹھہرا
خدا جس کو پکارے ہے، اُسے سجادہ کہتے ہیں

ذرا جا کر کوئی پوچھے مدینے کے فقیروں سے
جو بے چاروں کا چارہ ہے اُسے سجادہ کہتے ہیں

علیٰ کے بعد اس تاریخِ آئمہؐ میں جو مولा[ؑ]
علیٰ سارے کا سارا ہے اُسے سجادہ کہتے ہیں

محمدؐ کو اگر قرآن ناطق مانتے ہو تو
جو اُس کا چوتھا پارہ ہے اُسے سجادہ کہتے ہیں

کھلے دربار میں جس نے یزید وقت کو شوکت
بندھے ہاتھوں سے مارا ہے اُسے سجادہ کہتے ہیں

آدم سادات

جو انک روش ستارہ ہے اُسے سجادہ کہتے ہیں
جبے سجدہ پیارا ہے اُسے سجادہ کہتے ہیں

عبادت نے بھی مانا ہے کہ جو بندہ مصلے پر
علیٰ کا استیوارہ ہے اُسے سجادہ کہتے ہیں

جہاں رسم ولادت ہے وہاں ساجدہ ہی رہتے ہیں
جونازل آسمان سے ہو، اُسے سجادہ کہتے ہیں

مرے یہ ناؤں سجدے بڑے مقبول ہیں واعظ
انہیں جسکا سہارا ہے اُسے سجادہ کہتے ہیں

پڑھایہ لفظ محمدؐ کے ساتھ جب میں نے
سمجھ میں آگیا کچھ کچھ مقام صادقؑ کا
امام کون و مکان ہے مرا امام مگر
علیؑ ہے اتنا علیؑ کہ امام ، صادقؑ کا
یہ عام بات نہیں خاص بات ہے صاحب
کہ رزق کھاتے ہیں سب خاص و عام صادقؑ کا
جهاں ابوذرؓ و فضہؓ بھی ہوں غلاموں میں
وہاں پہ کیسے لگے کوئی دام صادقؑ کا
میں اُس کے سچ کا سراپا بناؤں لفظوں میں
یہ میرا کام نہیں، ہے یہ کام صادقؑ کا
مرے امام نے سچ کو وہ زندگی دی ہے
ہے اب بھی پردے میں قائم مقام صادقؑ کا

صادقؑ آل محمدؐ

ہزار سچ سے ہے سچا کلام صادقؑ کا
میں ذکر کرتا رہوں صح و شام صادقؑ کا
کسی کو علم نہیں اس کے علم کا اب تک
اسی وجہ سے تو جعفرؓ ہے نام، صادقؑ کا
ابو حنیفہ بڑا معتبر سا نام سہی
امام ہو گا، مگر ہے غلام ، صادقؑ کا
رسولؐ، دین، شریعت، خدا یہ سچ ہے اگر
تو پھر ضرور کرو احترام ، صادقؑ کا

ضادِ غریاب

محدث کا ہنر و صفت کے آیوان میں دیکھو
اللہ کے اک نور کو ایران میں دیکھو
اے کاش کوئی مفتی و ملا سے یہ کہہ دے
جنت کی فضاوں کو خراسان میں دیکھو
مل جاتا ہے ہر حال میں اک وقت کا لنگر
یہ شان مرے شاہ کے مہمان میں دیکھو
اس طرح سے دیکھا کرو سرکار کا روپہ
جیسے کسی قرآن کو جزدان میں دیکھو

کسی بھی جھوٹ کو آخر میں کس طرح مانوں
مجھے کھلایا ہے ماں نے طعام صادقؑ کا
مرے سخن پر مرے شاہ کی حکومت ہے
سلام کرتا ہے سارا سلام صادقؑ کا
اسی لئے تو یہ مذہب ہے جعفری شوکت
زمانہ بھول نہ جائے پیام صادقؑ کا

مفتش کی کتابوں میں نہ دیکھو میرا مولा
اس شاہ کے اعزاز کو قرآن میں دیکھو

اعجاز نمائی میں نہ سرکار کو پر کھو
یہ بات تو ایران کے سلمان میں دیکھو
حیدر کے عدو سے بھی شریعت کی توقع؟
اسلام ہے، اس کو تو مسلمان میں دیکھو
پڑھ لو کبھی معروف کی پانی پہ حکومت
مرسل کے ہنر شاہ کے دربان میں دیکھو

کچھ چاہئے گر واٹی مشہد کی شاء میں
سوچو نہیں شوکت کے ہی دیوان میں دیکھو

جُجت نہ ہوز میں پنگل لے تجھے زمیں
اس نعمت ولی میں ہر اک شے شریک ہے
انکار کر رہا ہے تو مہدی دین کا
تیری تو زندگی میرے مہدی کی بھیک ہے

تراب سے جو مسلسل اناج اُگتا ہے
بشر بشر اسے ہر صبح و شام کھاتا ہے
جو منتظر نہیں شوکت، ظہور مہدی کا
قسم خدا کی وہ رزق حرام کھاتا ہے

بندوں کی عاجزی، تیرے شایان گرنپیں
آجا ترے خدا کو ترا انتظار ہے
قابض ہیں اب تک جوفدک کی زمین پر
اُن کے لئے سزا کو ترا انتظار ہے
مسکین اور تیہوں، اسیروں کا دور ہے
قرآن کی حلن آتی کو ترا انتظار ہے
اسرائی کی شب گئے تھے محمد جہاں جہاں
اُس پاک سیر گاہ کو ترا انتظار ہے
اللہ گئن چکا ہے بُؤھا میں جب تجھے
ٹلے ہو گیا کسائے کو ترا انتظار ہے
بے چین ذوالفقار ہے، بے تاب مرتجز
عباس با وفا کو ترا انتظار ہے

امامُالمُتَظَّلِ

عَجَّلَ اللَّهُ تَعَالَى فَرَجَهُ الشَّرِيفِ
مُؤْمِنٌ كَيْ هُرْ صَدَا كَوْ تَرَا انتظار ہے
إِيمَانٌ كَيْ بَقَاءُ كَوْ تَرَا انتظار ہے
پھر سجدہ حسین کی حاجت ہے دین کو
آجا کہ لا إِلَهَ كَوْ تَرَا انتظار ہے
سب کی یہ آرزو ہے کہ راہِ خدا ملے
لیکن خدا کی راہ کو ترا انتظار ہے
پردہ ہٹا کے دیکھ مرے دور کے حسین
ہاں اب بھی کربلا کو ترا انتظار ہے

تو ہی سُنا سکے گا صحیح مقتل حسین
ہر مجلسِ عزا کو ترا انتظار ہے

اس شاعری میں شوکتِ حرف و خن کہاں
نوکر کی التجاء کو ترا انتظار ہے

مکینِ حبّا و تر

اک رنگ ہے، اک روپ ہے، جو زیب نظر ہے
پھیلی ہوئی اک رات کے دامن میں سحر ہے

کہتا ہے مرے دل سے اندھروں کا اجala
شاید کہ یہی پردوں کے سلطان کا گھر ہے

ہر شب میں یہ پھیلا ہوا پُر نور سوریا
بس مہدیٰ دوران کے چہرے کا اثر ہے

یہ چاند کی آغوش میں لپٹے ہوئے تارے
زہرا کے حسین چاند کا پُر نور نگر ہے



ہاں لشکرِ یزید کے بوڑھوں کو دوستو
ماضی کی ایک شکلِ دکھائی حسینؑ نے
کر کے بلند ہاتھ پہ اُس دور کا علیؑ
سب کو غدیر یاد کرائی حسینؑ نے



اُشہل ہو یا عقاب ہو یا کہ ہو مرتجز
شبیّر کے سبب سے ہی ان سب کا زین ہے
اب کیا کہوں کہ کتنا بڑا جنگجو ہے وہ
دشتِ بلا میں جس کی سواری حسینؑ ہے



نور، معصوم، شرف، حُسن، ولیٰ لکھتے ہیں
پھول جاتے ہیں جب عصمت کی کلی لکھتے ہیں
ہم نے اس گھر میں نہ پستی کا تصور دیکھا
ہم تو اصغر کو بھی لکھیں تو علیؑ لکھتے ہیں

افلاک کا سینہ ہے تری سیر کا مرکز
بادل تو بتا دے میرا سلطان کدھر ہے؟

یہ مہدیؑ دوران کے دانتوں کی چمک ہے
دنیا یہ سمجھتی ہے کہ شاید یہ قمر ہے

ہم خاک، ہمیں خاک نظر آئیں گے مولاؑ
آنکھوں میں ہو گر نور تو آتا وہ نظر ہے

یہ قوس و قزح، نور کی بارش، یہ فلک بھی
سب کچھ میرے سر کاڑ کی اک راہ گزر ہے

یہ لوح و قلم، عرش و عدن، سدرہ و کرسی
واللہ سبھی کچھ میرے مولاؑ کا ہنر ہے

اک نقشِ قدم ڈھونڈ رہا ہے جو فضاء میں
تم نے کبھی سوچا ہے کہ عیسیٰ کا وہ سر ہے

موسم کی ادائیں مجھے دیتی ہیں سلامی
شوکت میرے مولاؑ کامرے ساتھ سفر ہے

شاہوں کا شہنشاہ تھا مرے شاہ کا بچہ
جس راہ پر احمد تھے، اُسی راہ کا بچہ
ہر حال میں توحید سے آگاہ کا بچہ
لو آگیا میدان میں چھ ماہ کا بچہ
بے شیر کے بیتاب رویے سے یہ طے ہے
اس عمر کا کیا، عمر تو بیکاری شے ہے

جس نے بھی مصیبت میں یہی نام الاپا
چھوٹوں کو دیا ہے اسی چھوٹے نے بڑا پا
شمامہ بدن میں کئی صدیوں کا سراپا
آنے نہ دیا لفظ علیٰ پر بھی بُڑھا پا
میدان شہادت میں یہ جرأت کا ولی ہے
حد ہو گئی اصغر سے ہی پہلے یہ علیٰ ہے

علیٰ اصغر کا خطاب

کرنا نہ گناہوں کی کوئی چاپ فراموش
ہو پائے گا تم سے نہ کبھی پاپ فراموش
تاریخ سے ہو جاؤ گے تم آپ فراموش
شیر کا دشمن ہے فقط باپ فراموش
الْعِلْم سے ٹکرائے جہالت میں نہ پڑنا
ممکن ہی نہیں بندوں کا اللہ سے لڑنا

کربلا کی سورہ کو مر

کہنے کو مرا آج کا عنوان ہے اصغر
لیکن میرے ادراک کی پہچان ہے اصغر
مانا کہ قلم کے لئے ذیثان ہے اصغر
کس طرح سے لکھوں میرا عرفان ہے اصغر
مجھ پر میرے مالک کا یہ احسان بڑا ہے
جو کچھ ہے مرے پاس وہ اصغر کی عطا ہے

جب ابن ولی دشت میں آئے تھے عدن سے
گل چیس نے چڑا تھا اسے معصوم چمن سے
کچھ دن کا ہی لے آئے تھے شیر وطن سے
سمجھو کبھی معصوم کے معصوم چلن سے
اصغر کے بنا شاہ کا چارہ بھی نہیں تھا
خالق کی ضرورت کا گزارہ بھی نہیں تھا

تم کرتے ہو مسموم ہواوں کو جو مہیز
ہم لوگ بھی کر دیتے ہیں رہوارِ کرم تیز
سوچو کبھی لڑ سکتے ہیں کیا بخوبی و زرخیز؟
لبریز پیاس سے ہو، تو ہم پیاس میں لبریز
ڈھونڈیں ہیں تمہارے لئے بخشش کے سبب کیا
ہم پانی سے پہلے، ہمیں پانی کی طلب کیا

کس شان سے ہم عالمِ امکان میں آئے
احسان کیا، صورتِ انسان میں آئے
آیات کی صورت کبھی قرآن میں آئے
اسلام سکھانے کبھی میدان میں آئے
چیز یہ ہے کہ یہ سچ تھیں جھولے کی طرح ہے
میدان ہمارے لئے جھولے کی طرح ہے

بابا مجھے لے آئے ہیں ذیشان سمجھ کر
امت کے لئے خلد کا سامان سمجھ کر
مت رحم کرو تم مجھے قرآن سمجھ کر
نادان نہ بننا کہیں نادان سمجھ کر
آخر میں جو آیا ہوں، سمجھتے ہو میں کیا ہوں؟
اصغر ہوں مگر جنگ میں اکبر سے بڑا ہوں

یہ دشت یہ پانی، یہ زمینیں یہ غذا کیں
سانسون کا حسین رزق، یہ مہیز ہوا کیں
سورج کی تپش، چاند کی پُر کیف ادا کیں
محروم رہو، ہم سے اگر اذن نہ پائیں
معلوم ہے سب کچھ تھیں کیوں ڈال رہے ہیں
ہر قوم کو اک ہر کے لئے پال رہے ہیں

جہاں جہاں سے بھی جھولा گزر گیا تیرا
وہ راستہ ہے معزز اُسی گلی کو سلام

نجانے چھوٹے علیؑ نے یہ کیا کیا رن میں
شاب آج بھی کرتا ہے کمسنی کو سلام

رباٹ! اب تیرا بیٹا بھی بیٹھ دیتا ہے
خدا مزاج، پیغمبر صفت سخنی کو سلام

نجف کے شاہؑ نے کرب و بلا کے شہؑ سے کہا
حسینؑ! میں بھی علیؑ ہوں، ترے علیؑ کو سلام

زمینِ کرب و بلا سے یہی کہو شوکت
کہ تیرے پیاسے محمدؐ کی بیکسی کو سلام

ترے علیؑ کو سلام

سپاہ دین کی توحید آگئی کو سلام
کیا خدا نے بھی بندوں کی بندگی کو سلام

سنوفرات کی لہروں سے آرہی ہے صدا
علیؑ کے لاڈلے پوتے کی تشغیل کو سلام

یزیدیت جسے صدیوں میں بھی نہ مار سکی
حسینیت! تیرے اصغرؐ کی زندگی کو سلام

ترا سکون قضاء کے لئے، قضاء ٹھہرا
ہنسی کا وقت نہ تھا پر تری ہنسی کو سلام

لڑنے کو چلے جب شہرِ تقلین کے سپطین
 ہر انگ پہ ہر رنگ پہ قربان تھے دارین
 میدان میں یوں آئے ہیں زینت کے خسیں چین
 جس طرح تھے اُترے کبھی صفائی میں حسین
 میدان میں دونوں کی عجب شان بجلی ہے
 ہے عون، محمد، تو محمد ہی علی ہے

چہروں پہ جلی ہی کی جلالت کے اثر ہیں
 قدموں میں قضاۓ، ہاتھ میں جیون کے ہنر ہیں
 دل جن کے حقیقت میں وفاوں کے نگر ہیں
 رفتار سے لگتا تھا یہی شش و قمر ہیں
 عباس کے شیروں سا کوئی شیر نہیں ہے
 ہاں عون و محمد میں کہیں زیر نہیں ہے

کوثر سے ہیں سیراب کئی دن کے پیاسے
 جعفر کے یہ پوتے ہیں تو حیدر کے نواسے
 کا ہے کوثریں، کس سے لڑیں حق کے دلاسے
 تقدیر، قضاء، جنگ یہ ہیں کام ذرا سے
 ماں باپ کی نسبت سے بھی دونوں میں یخو ہے
 ہاں دودھ بھی معصوم ہے اور پاک لہو ہے

تمیذان و فَا

جب سے میرا عنوان بنے عون و محمد
 الفاظ کی اک شان بنے عون و محمد
 یوں زینت میدان بنے عون و محمد
 اک جسم میں دو جان بنے عون و محمد
 میدان میں دونوں کے اترنے کا یہ خط ہے
 لگتا ہے کہ یہ بُوشِ توحید کا قط ہے

شیر کے پالے ہوئے توحید کے شاہ کار
 عباس نے ہاتھوں سے بنائے ہیں علمدار
 کیا اور ہو دونوں کی شجاعت کا بھی اظہار
 نہیاں بھی کردار ہیں، دوھیاں بھی کردار
 ماں کو بھی یہ ماموں کے ہی عکاس لگے ہیں
 حد ہو گئی بچپن میں ہی عباس لگے ہیں

تعارف

دونوں نے کیا دشت میں آتے ہی یہ اعلان
ظاہر میں ہم انسان ہیں، باطن میں ہیں قرآن
سچ مج تسمیں حاصل ہی نہیں دین کا عرفان
کافر ہے جو شبیر سے ہو دور، مسلمان

جب ہم نے کئے باپ کے انداز میں جملے
ممکن ہو تو پھر موت سے کہنا کہ وہ دم لے

خلق نے یہ دنیا نہ بنائی تھی کہ ہم تھے
بندوں کی خدا تک نہ رسائی تھی کہ ہم تھے
ایجاد کی محتاج لڑائی تھی کہ ہم تھے
تلوار ابھی بن ہی نہ پائی تھی کہ ہم تھے

دھوکے میں نہ رہنا، ہمیں کم سن نہ سمجھنا
خود موت کو ہم دونوں کا ہم سن نہ سمجھنا

جنگ

یہ کہتے ہوئے دونوں نے تلوار نکالی
پھر ایک نظر لشکرِ کفار پہ ڈالی
جس راہ کو چلے، فوج نے پھر موت کی راہ لی
خود موت نے شبیر کے دامن میں پناہ لی

جبریل نے آواز دی سدرہ کی فضاء میں
خبر ہی نظر آنے لگا کرب و بلا میں

ڈر ڈر کے یہ کہنے لگے اشرار، یہ کیا ہے؟
بچپن میں ہی یوں برسر پیکار، یہ کیا ہے؟
ہر آن میں ہر سر پہ ہی تلوار، یہ کیا ہے؟
اک وقت میں دو حیدرِ کزار، یہ کیا ہے؟
محسوس تو ہوتا ہے یہ دونوں کی ادا سے
لگتا ہے کہ یہ کھیلتے رہتے ہیں قضاء سے

شہزادوں کے قدموں میں جبیں ریز قضاۓ تھی
تلوار کی تحریک میں خالق کی رضا تھی
شبیر کے ہونتوں پہ تبسم تھا، دعا تھی
نولاکھ زبانوں پہ یہی ایک صدا تھی
کزار ہیں، جزار ہیں، جنگجو ہیں ولی ہیں
مارے گئے اس گھر میں تو سارے ہی علیٰ ہیں

کمزور کو طاقت کے ہمراں نے دیئے ہیں
اور موت کو جیون کے سفر اس نے دیئے ہیں
راہب کو بھی خود سات پر اس نے دیئے ہیں
کریاد کہ فطرس کو بھی پر اس نے دیئے ہیں

مت سوچ کہ سرکار کی کچھ آن بڑھے گی
اس در پہ تو جائے گا تری شان بڑھے گی

کیا چاک عباء سینے کا کچھ شوق نہیں ہے؟
لقدیر کے اُس زینے کا کچھ شوق نہیں ہے؟
کوثر کے سبو پینے کا کچھ شوق نہیں ہے؟
کیا حشر تک جینے کا کچھ شوق نہیں ہے؟

معلوم سے نکرا کے کدھر جانا ہے تم نے
شیبیر سے لڑ کے بھی تو مر جانا ہے تم نے

بے دل نے مرے دل پہ کیا ہے یہ کرم بھی
بھٹکا ہوا تھا بن گیا اب میرا بھرم بھی
سر پہ ہے گنگہار کے غازی کا علم بھی
اب ہو گا شہیدوں میں میرا نام رقم بھی

مانا کہ ترے پاس یہ دولت کی فضاء ہے
لیکن میرے دامن میں تو زہراؤ کی دعا ہے

حکٰ کا دل و دماغ

مانا کہ تری ذات کا قد کوئی نہیں ہے
یہ بھی کہ ترے جرم کی حد کوئی نہیں ہے
لیکن یہ وہ در ہے جہاں رد کوئی نہیں ہے
شبیئر سا دنیا میں صمد کوئی نہیں ہے

معصوم ہے، مولا ہے، زمانے کا ولی ہے
 مجرم تو ہے تو، وہ تو حسین ابِ علی ہے

تا خیر نہ کر اور نہ ڈھا خود پہ غضب تو
موقع جو ملا ہے تو بنا اپنا حسب تو
سمجھا ہی نہیں مقصد سلطان عرب تو
ہے آج کی شب جنگ کے ٹلنے کا سبب تو
اپنی کسی مشکل کو، کب آسان کیا ہے
شاہ نے یہ تری خلد کا سامان کیا ہے

ہم دیں گے تری ذات کے پیکر کو بلندی
ہوگی میری نسبت سے ترے گھر کو بلندی
مل جائے گی اب تیرے مقدار کو بلندی
ذیشان ہے تو، دیں گے ترے سر کو بلندی
ہم سلسلہ فیض کو رکنے نہیں دیتے
اس درپہ جو آئے اُسے جھکنے نہیں دیتے

جا میری طرف سے یہ عقیدت کا صلم ہے
میں نے، میرے ننانے تجھے معاف کیا ہے
جا فاطمہ زہرا کے پسر کی یہ عطا ہے
حر آج سے تو اکبر و قاسم کا چچا ہے
تاریخ کو توقیر تری یاد رہے کی
عباش کی ملکہ بھی تجھے بھائی کہے گی

مر کے ہی تو جینے کا طلب گار ہوا ہوں
زر کا نہیں بودھ کا پرستار ہوا ہوں
پانی نہیں، کوثر ہی کا، سے خوار ہوا ہوں
رے کا نہیں، جنت کا خریدار ہوا ہوں
کنکر تھا ترے پاس یہاں آکے میں دُر ہوں
اُس وقت غلامی میں تھا، اس وقت میں ہر ہوں

میں کون ہوں، کیا ہوں، تجھے معلوم ہے مولा
ہاتھوں میں ترے دہر کا مقسوم ہے مولा
میں اونی سا خادم ہوں تو مخدوم ہے مولा
میں ایک خطا کار، تو معصوم ہے مولा
تو قاضی محشر ہے، ترے پاس جزا ہے
ناراض اگر تو ہے تو ناراض خدا ہے

جس دم مری سمت بصد شان گیا تھا
تو نے مجھے روکا میں تجھے جان گیا تھا
تو کون ہے اُس وقت ہی پہچان گیا تھا
پہچان گیا تھا تو تری مان گیا تھا
بیثاق میں ہم نے یہ ترا بخت چنا تھا
جس وقت بنا تھا، تجھے اُس وقت چنا تھا

موجود ہے قرآن میں پھر کی حکایت
ملتی ہے کتابوں میں بھی اب تک یہ روایت
کی وقت کے اللہ نے جس وقت عنایت
پھر کے پہاڑوں پہ اتاری یہ ولایت
اس امر پہ دل جس نے بھی مسرور بنایا
خوش ہو کے خدا نے اُسے کوہ طور بنایا

منسوب جو پھر میرے مولा کی طرف ہے
پھر کبھی یاقوت ، کبھی درِ نجف ہے
پھر کو اگر شاہ کی الفت کا شرف ہے
اللہ کا گھر پھر اُسی پھر کا صدف ہے
ہاں ہاں وہ جر عاشقِ معصوم رہا ہے
اب تک اُسی پھر کو جہاں ، چوم رہا ہے

پھر کی بنیں مرکز توہین شبیہیں
سرکار کی منکر ہیں وہ بے دین شبیہیں
پھر سے ہی مضروب ہوئیں تین شبیہیں
حج پہ تو عبادت کا ہیں آئین شبیہیں
ہے میرا سوال آج کے ہر ایک فقیہہ پہ
فتاویٰ ہے تو شبیر کے گھوڑے کی شبیہہ پہ

پھر تاج

لو آج مری نظم کا عنوان ہے پھر
ہیرا ہے ، اگر صاحبِ عرفان ہے پھر
ذلت کا نشان ہے ، کبھی ذیشان ہے پھر
حیدر کی عدالت ہو تو انسان ہے پھر
پھر کے بھی سینے میں اگر عشقِ علیٰ ہے
پھر تاج کی زینت اُسی پھر کی ڈلی ہے

اللہ نے جب خلق کیا ارض و سماء کو
پانی کو، زمینوں کو، پہاڑوں کو، ہوا کو
تشکیل دیا اُس نے ثریا کو ثری کو
نازل کیا ہر چیز پر حیدر کی ولاء کو
دنیا نے اُسی شے کو علیٰ مان لیا ہے
جس نے میرے حیدر کو ولی مان لیا ہے

پھر سے براہم نے تصویر کیا گھر
قصیٰ کی حولی سے ہی تعبیر کیا گھر
اللہ نے یوں صاحبِ توقیر کیا گھر
تنزیلِ علیٰ کے لئے تغیر کیا گھر
پھر میں جو موجود ولایت کا اثر تھا
جب علم کا دار آیا تو دیوار میں در تھا
کچھ خاص مقامات پر آتا رہا پھر
قرآن کے دشمن کو مٹاتا رہا پھر
کعبہ کے عدو مار گراتا رہا پھر
ہر منکرِ حیدر کو جلاتا رہا پھر
پھر کے روئے سے ہی یہ بات کھلی ہے
قرآن ہی کعبہ ہے تو کعبہ ہی علیٰ ہے

شہرہ ہوا اعلانِ ولایت کا جو ہر سو
حارث بن نعمان نے پالی کہیں شو بو
اللہ کی رحمت سے نیہ کہنے لگا بد خو
حیدر کو نہیں مانتا، وہ کہتا ہے یا۔ تو
حارث نے ولایت کا جو انکار کیا ہے
فی الفور خدا نے اُسے سنگار کیا ہے

اس نظم کی جلباب میں جو لفظ ہے ہیں
قرآن سے تاریخ سے، مقل سے لئے ہیں
یہ فیصلے ارباب قلم نے بھی کئے ہیں
پھر کو خدا پاک نے دو روپ دیئے ہیں
مؤمن ہے تو مؤمن کی انگوٹھی میں جڑا ہے
منکر ہے تو مخلوق کے پاؤں میں پڑا ہے

پھر سے براہم نے تصویر کیا گھر
قصیٰ کی حولی سے ہی تعبیر کیا گھر
اللہ نے یوں صاحبِ توقیر کیا گھر
تنزیلِ علیٰ کے لئے تغیر کیا گھر
پھر میں جو موجود ولایت کا اثر تھا
جب علم کا دار آیا تو دیوار میں در تھا
کچھ خاص مقامات پر آتا رہا پھر
قرآن کے دشمن کو مٹاتا رہا پھر
کعبہ کے عدو مار گراتا رہا پھر
ہر منکرِ حیدر کو جلاتا رہا پھر
پھر کے روئے سے ہی یہ بات کھلی ہے
قرآن ہی کعبہ ہے تو کعبہ ہی علیٰ ہے

جب عرش پر تقریب ہوئی عقدِ علیٰ کی
انوار سے معمور حولی تھی جلی کی
سرکار کے چانے والوں نے خوشی کی
چھپتی نہیں یہ بات اگرچہ ہے کبھی کی
دارین کی تقدیر کے یاور ہوئے پھر
سدرہ کے خزانے سے نچادر ہوئے پھر

جب عالمِ اظہار سے ظاہر ہوئے پھر
پھر نہ ہوئے بلکہ جواہر ہوئے پھر
تقطیر کی تعظیم سے ظاہر ہوئے پھر
تقدیر بدلنے میں بھی ماہر ہوئے پھر
کیا علم وہ پھر بھی جئے جائیں گے کب تک؟
معصوم مزاروں پر نظر آتے ہیں اب تک



کرب و بلا، دکھوں کے مصیبت کے نام ہیں
تکلیف سے نجات، بشر کا میزان ہے
بچنا ہے آفتوں سے تو چل کر بلا چلیں
بس کربلا ہی، کرب و بلا کا علاج ہے



جس نے بھی جان و دول سے مودت قبول کی
اُس نے بس ایک اشک میں جنت وصول کی
دیدار جس نے کر لیا قبر حسین کا
سمجھے کہ اُس نے کی ہے زیارت رسول کی

کچھ سنگِ دلوں میں جو گئی پھول کی بیٹی
اک دشت میں پھر کی رِدا سر پہ لپیٹی
یوں زیستِ مضطرب نے وہ تکلیف سمیٹی
آرام سے پھر عون کی مادر نہیں لیٹی

اُس وقت سے پھر ہوئے یوں نامِ غریباں
پھر سے اُلتا ہے لہو شامِ غریباں

کعبہ

بولی زمین کعبہ کہ میں لا جواب ہوں
میں خانہ خدا ہوں، مقدس تراب ہوں
جائے پناہ و امن ہوں وجہ ثواب ہوں
حد ہے کہ سجدہ گاہ ولایت مآب ہوں
ہر شہر، ہر گلی میرے آثار بن گئے
معصوم انبیاء میرے معمار بن گئے

کربلا

کرب و بلا نے دی یہ صدا، ہے تجھے خبر
مؤمن کے پاک دل میں ہے اُس کے خدا کا گھر
تیرا جواب تجھ سے بھی پہلے ہے عرش پر
تنزیلِ مرتضیٰ سے ہے سجدوں کا یہ ہنر
کچھ سوچ میرے نقش بھی کتنے حسین ہیں
معمار جو ترے ہیں، مرے زائرین ہیں

کعبہ

ساری زمین پر یہ مرا امتیاز ہے
میری طرف ہی سر کو جھکانا نماز ہے
حج کا ثواب میری زیارت کا ناز ہے
بس مجھ کو دیکھنا ہی عبادت کا راز ہے
قرآن کی مثل میرے بدن پر غلاف بھی
واجب ہے مومنین پر میرا طواف بھی



سیدرہ کے آستان پر اک دن ہوا یہ کام
آئے سبھی رسول، ولی، انبیاء، امام
سب نے پئے والائے علیٰ مرتضیٰ کے جام
کیا علم، کس زبان سے حق نے کیا کلام
چ ہے کہ میں کسی کا نہ بیٹا، نہ باپ ہوں
اس بزمِ افتخار کا بانی میں آپ ہوں

معصوم سامعین! یہ ہے میری آرزو
آج اک مفاخرہ ہو بغوان آبرو
کعبہ و کربلا میں ہو اک خاص گفتگو
اُس فخر کے خطاب کا چرچا ہو چارسو

پہلے یہ خود بتائیں، یہ کیا ارجمند ہیں
پھر میں بتاؤں کس کے مراتب بلند ہیں

اس خاک پہ نماز کا معیار دیکھنا
مسجدوں سے تج گیا میرا دربار دیکھنا
میں ہوں علیؑ کے لعل کا شاہکار دیکھنا
ہے اک ہزار حج، مجھے اک بار دیکھنا
اکثر فقط عوام ہی جاتے ہیں تیرے پاس
بارہ امام روز ہی آتے ہیں میرے پاس

میری ہی دسترس میں سبھی عرض و طول ہے
ہر دم گھلا ہوا میرا باب قبول ہے
جنت کا اک جحر میری قسمت کا پھول ہے
مجھ پر ملائکہ کا مسلسل نزول ہے
اتنا عظیم تو مجھے یزدان نے کیا
پڑھ دیکھہ تذکرہ میرا قرآن نے کیا

جنت کے اک جحر پہ نہ اترا تو اس قدر
میری یہ سب زمین ہے جنت کا اک نگر
مانا ملائکہ تیرے زائر سہی مگر
آتے ہی تیرے پاس وہ سب مجھ کو چوم کر
قرآن میں جو وادی مقدس مقام ہے
میری زمین کے کسی ٹیلے کا نام ہے

پھیلی ہوئی ہے میری فضیلت گلی گلی
پڑھتے رہے ہیں میرے فضائل ولی ولی
اب تک بھی یاد کرتی ہے میری ڈلی ڈلی
تیرہ رجب کو میں نے کہا تھا علیؑ علیؑ

اب تک ہیں دشمنان علیؑ تجھ سے خوف میں
اُتراء خدا کا نور بھی میرے ہی جو ف میں

چھیڑی ہے تو نے بات تو پھر سن باحترام
تھا تین دن علیؑ کا ترے جو ف میں قیام
صدیوں سے میرے جو ف میں شبیر سا امام
کرتے ہیں خود علیؑ میرے شبیر کو سلام
بس میں بنی ہوئی ہوں معلی زمین پر
آتا ہے دیکھنے مجھے اللہ زمین پر

تو ماتم شبیر کا بے مثل مرؤون
دنیا ہے ترے دم سے عزادار قلندرُ

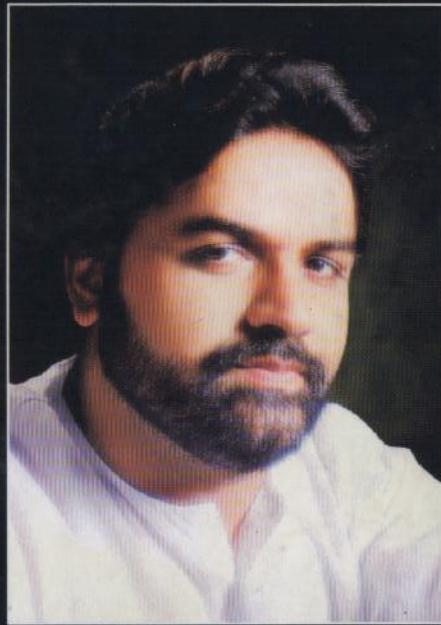
معراج پر احمد سے ملاقات ہے تیری
شہباز ہے اب تک تیری رفتار قلندرُ

بس تیرے شفاخانے سے یہ چاہئے مجھ کو
ہر حال رہوں میں تیرا بیمار، قلندرُ

ہیں چاروں طرف سندھ میں عباٹ کے پرچم
ماحول بناتا ہے وفادار قلندرُ

لکھ پایا میں اب تک نہ کوئی وصف بھی تیرا
ہاں میرے قلم کو ہے یہ اقرار قلندرُ

یہ شوکت ذکرِ شہِ والا ہے یقیناً
تجھ سا بھی نہ ہے میرے اشعار، قلندرُ



یہ ذکر میری بقا کی اُس کس رہتا ہے
عجیب ذکر ہے شوکت شناس رہتا ہے
ہزار موت سے نکلا کے بھی میں زندہ ہوں
برا حسین میرے آس پکس رہتا ہے